سلسلہ رد بدعات

لیلۃ نصف شعبان

از

ابو شہریار

www Islamic-belief net

2020

فہرست

پیش لفظ 4

روایات برائے شب برات 7

عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب روایت..........................7

قبرستان کا ذکر..11

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت..........25

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت 25

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت...............27

عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِب رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت 30

أبي موسى رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت...................31

عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت 32

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت 33

ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ کی روایت.......................34

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت 36

۱۵ شعبان کا روزہ؟ 37

علمائے اہل سنت کے فتاوی 42

کتب اہل تشیع میں اس رات کا تذکرہ 47

شیعہ امام المہدی کی پیدائش اور شعبان 53

شب برات یا نوروز..58

جشن کی رات..62

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

شب برات کی آمد آمد ہے جو ایک بہت ہی اہم راتوں کی طرح سمجھی جاتی ہے –اس کا احترم بالکل رمضان کی لیلۃ القدر کے طور پر کچھ لوگ کرتے ہیں۔ وہ رات کو نوافل ادا کرتے ہیں اور کچھ رات کے بعد دن میں روزے رکھتے ہیں۔ بعض اس کو قرآن میں سورہ الدخان میں ذکر کردہ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ مبارک رات قرار دے دیتے ہیں - اس رات کے وقت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ پندرہ شعبان کی رات ہے –جبکہ احادیث میں نصف شعبان کا لفظ ہے اور اسلامی مہینے ضروری نہیں کہ ۳۰ دن کے ہوں وہ ۲۹ دنوں کے بھی ہو سکتے ہیں۔ روایات میں اس رات کو نصف شعبان بولا گیا ہے لیکن عوام میں اس کو شب برات کہا جاتا ہے اور علماء کہتے ہیں یہ صحیح لفظ لیلة البراءة ہے یعنی گناہوں سے برءی ہونے کی رات -

راقم کی تحقیق کے مطابق اس رات کا تعلق نہ امام مہدی سے ہے، نہ شیعوں سے ہے، بلکہ یہ خالصتا عباسی خلفاء کی ایجاد کردہ بدعت ہے جس کا مقصد جشن نو روز ہے - لیلہ نصف شعبان پر روایات شیعوں کے بارہویں امام ابن حسن عسکری کی پیدائش سے پہلے سے خلافت عباسی میں چل رہی تھیں اور امام غائب کی شعبان میں پیدائش بھی مشکوک قول ہے –

سن ۱۳۲ ہجری اسلامی تاریخ میں ایک اہمیت رکھتا ہے یہ وہ سال ہے جب تمام بلاد اسلامیہ میں عوامی انداز میں بنو امیہ کے خلاف خروج ہوتا ہے۔ مسلمان ہوں یا ان کے موالی وابدال (آزاد کردہ غلام ہوں) ہوں یا مجوس یا شیعہ یا یہود ہوں سب مل کر بنو امیہ کا دھڑم تختہ کرتے ہیں۔ دمشق میں خوب قتل ہوتے ہیں یہاں تک کہ مسلمان بنو عباس اور ان کا خراسانی لشکر مسجدوں میں بھی قتل کرتا ہے۔ بہت سے شام کی فضیلت کے قائل راوی جو یہ کہتے نہیں تھکتے تھے کہ اہل شام قیامت تک غالب رہیں گے یا شام میں مسلمانوں کا ایک گروہ ہمشیہ رہے گا جو حق پر ہو گا وغیرہ وغیرہ وائے سحر روایت ان کا بھی قتل ہو جاتا ہے۔

خوب قتل و غارت کے بعد بنو ہاشم میں خانوادہ عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) کے حق میں عرش کا فیصلہ اتا ہے ان کو زمام خلافت مل جاتی ہے جس کے منتظر بنو ہاشم حسن رضی اللہ عنہ کی وفات سے تھے۔ ابن الجوزی کتاب المنتظم میں لکھتے ہیں کہ ابو العبّاس السفاح نے ۱۳۲ھ میں منصب خلافت سنبھالا اور خطبہ دیا

وكان موعوكاً فاشتد عليه الوعك فجلس على المنبر وتكلم فقال إنا والله ما خرجنا لنكثر لجيناً ولا عقياناً ولا نحفر نهراً وإنما أخرجتنا الأنفة من ابتزازهم لحقنا ولقد كانت أموركم ترمضنا لكم ذمة الله عز وجل وذمة رسوله صلى الله عليه وسلم وذمة العباس أن نحكم فيكم بما أنزل الله ونعمل بكتاب الله ونسير فيكم بسيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم واعلموا أن هذا الأمر فينا ليس بخارج منا حتى نسلمه إلى عيسى ابن مريم

اور وہ بیمار تھے پس منبر پر بیٹھ گئے اور کہا بیشک اللہ نے... العبّاس کو یہ ذمہ داری دی ہے کہ ہم پر اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کے مطابق حکم کریں اور ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطابق چلیں اور جان لو کہ خلافت ہمارے ساتھ رہے گی یہاں تک ہم یہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو منتقل کریں۔

اب ہاشمیہ شہر میں (جو بغداد سے پہلے بنو عباس کا دار الخلافہ تھا) اس میں جشن کا سماں ہوتا ہے ۔بنو عباس کا ہمدرد لشکر خراسان سے آیا جس نے خلیفہ بنو ہاشم کی مدد کی تھی (جیسا کہ تاریخ میں موجود ہے) لہٰذا اس کو خوش بھی رکھنا تھا۔اس لشکر میں صرف مسلمان ہی نہیں مجوس بھی تھے جن کا مشہور خاندان برمکہ تھا جو عربی بولتے تھے اور آتشکدہ نوبہار کے متولی تھے لہذا نوروز آرہا تھا اس کا جشن تو ماننا تھا۔اوستا کلینڈر یا تقویم پارسیان میں سال کا آغاز ورنل اقونوقص (الاعتدال الربیعی) سے شروع ہوتا ہے۔ عباسی خلافت کا پہلا نوروز سن ۱۵۷ ع میں ۱۷ مارچ میں آتا ہے۔ اسلامی کلینڈر میں یہ دن شعبان ۱۴ سن ۱۳۳ ہجری ہے لہذا اسی روز الاعتدال الربیعی ہوتا ہے۔ مملکت میں اس رات کی اہمیت کے پیش نظر مسلمان رات میں عبادت کرتے ہیں اور اہل مجوس و یہود اس دن کی وجہ سے چراغاں کرتے ہیں۔ یہ روایت ۱۳ صدیوں سے آج تک چلی آئی ہے اور اس رات کو شب برات کہا جاتا ہے۔ اس رات کو مجوس نوروز کہتے ہیں کیونکہ یہ نئے سال کا پہلا دن ہے اور یہود پورم کہتے ہیں جس کا ذکر فارس کی غلامی میں لکھی جانے والی بائبل کی کتاب استھار میں ہے جس کے مطابق اس رات کو یہود کو ایک ظالم فارسی بادشاہ ہامان سے نجات ملتی ہے

اکثر لوگ جو شب برات سے متعلق احادیث کو رد کرتے ہیں ان کے نزدیک ان راویوں کے ضعف کی وجہ سے اس رات میں عبادت نہیں کی جائے گی، پھر یہ لوگ ایک ایک کر کے تمام روایات کو ضعیف قرار دے دیتے ہیں۔ دوسری طرف جمہور اہل سنت ان روایات کو فضائل کے باب میں حسن قرار دے کر ان پر عمل پیرا ہیں

ابو شہریار

۲۰۲۰

روایات برائے شب برات

عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب روایت

کنز العمال میں یہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

شعبان شهري ورمضان شهر الله — عن عائشة

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

اس کی سند میں أبو بكر بن الحسن النقاش ہے جو متہم ہے اور الکسائی مجہول ہے۔ سیوطی نے اس کو اللآلئ فی الموضوعات میں گھڑی ہوئی روایات میں شمار کیا ہے

بیہقی نے الدعوات الکبیر میں روایت کیا ہے اور انہی کے حوالہ سے مشکاۃ میں منقول ہے

حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنِي أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِبُخَارَى حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنِي حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَدَنِيُّ عَنِ نَصْرِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ انْسَلَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِرْطِي ... هَلْ تَدْرِينَ مَا فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ؟ قَالَتْ مَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ فِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُودٍ مِنْ مولود بَنِي آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي

آدَمَ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَفِيهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ وَفِيهَا تَنْزِلُ أَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا من أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ؟ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا بِرَحْمَةِ اللَّهِ قُلْتُ وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى هَامَتِهِ فَقَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللَّهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ , يَقُولُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا (اے عائشہ) کیا تو جانتی ہے یہ کون سی رات ہے؟ یعنی نصف شعبان کی رات۔ عائشہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول اس رات میں کیا ہوتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا اس رات اس سال پیدا ہونے والے اور مرنے والے ہر ابن آدم کا نام لکھا جاتا ہے۔ اس رات میں اعمال بلند کیے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کا رزق نازل کیا جاتا ہے۔ پس عائشہؓ نے کہا اے اللہ کے رسول کیا کوئی بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہ ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا کوئی بھی جنت میں اللہ کی رحمت کے بغیر داخل نہیں ہو گا۔ آپ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی تو عائشہ نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آپ بھی؟ آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتے ہوئے فرمایا ہاں میں بھی سوائے اس کے کہ مجھے اللہ کی رحمت ڈھانپ لے۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہ کلمات کہے۔

اس کی اسناد انتہائی ضعیف ہے کیونکہ راوی خلف بن محمد الخیام بے حد ضعیف راوی ہے ابو یعلی الخلیلی کہتے ہیں کہ یہ راوی بہت زیادہ ضعیف ہے یہ ایسی احادیث نقل کرتا ہے جن کے متون ثقہ رواۃ سے منقول نہیں ہوتے[1]

---

[1] خلف بن محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن نصر أبو صالح البخاري الخيام کے قصے

راقم کہتا ہے اس کا ایک اور قصہ مشہور ہے - كتاب شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة از أبو القاسم هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللالكائي (المتوفى: 418هـ) کی روایت ہے
وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو أَحْمَدَ بْنَ نَصْرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّيْسَابُورِيَّ الْمَعْرُوفَ بِالْخَفَّافِ بِبُخَارَى يَقُولُ: كُنَّا يَوْمًا

عِنْدَ أَبِي إِسْحَاقَ الْقُرَشِيِّ وَمَعَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيُّ , فَجَرَى ذِكْرُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ , فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ زَعَمَ أَنِّي قُلْتُ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ , فَهُوَ كَذَّابٌ , فَإِنِّي لَمْ أَقُلْهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَدْ خَاضَ النَّاسُ فِي هَذَا وَأَكْثَرُوا فِيهِ فَقَالَ: لَيْسَ إِلَّا مَا أَقُولُ وَأَحْكِي لَكَ عَنْهُ قَالَ أَبُو عَمْرٍو الْخَفَّافُ: فَأَتَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ فَنَاظَرْتُهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْحَدِيثِ حَتَّى طَابَتْ نَفْسُهُ فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ هَاهُنَا رَجُلٌ يَحْكِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ هَذِهِ الْمَقَالَةَ فَقَالَ لِي: يَا أَبَا عَمْرٍو احْفَظْ مَا أَقُولُ: مَنْ زَعَمَ مِنْ أَهْلِ نَيْسَابُورَ وَقُومَسَ وَالرَّيِّ وَهَمَذَانَ وَحُلْوَانَ وَبَغْدَادَ وَالْكُوفَةِ وَالْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ وَالْبَصْرَةِ أَنِّي قُلْتُ: لَفْظِي بِالْقُرْآنِ مَخْلُوقٌ , فَهُوَ كَذَّابٌ , فَإِنِّي لَمْ أَقُلْ هَذِهِ الْمَقَالَةَ , إِلَّا أَنِّي قُلْتُ: أَفْعَالُ الْعِبَادِ مَخْلُوقَةٌ

ہم کو أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ نے خبر دی کہا ہم سے بیان کیا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سَلَمَةَ نے کہا ہم سے بیان کیا أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ انہوں نے أحمد بن نصر بن إبراهيم، أبو عمرو النَّيْسابوريُّ الخفّاف المتوفی ٣٠٠ ھ سے سنا کہتے ہیں ایک دن ہم أَبِي إِسْحَاقَ الْقُرَشِيِّ کے پاس تھے اور ہمارے ساتھ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيّ بھی تھے کہ امام بخاری کا ذکر ہوا پس مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيّ نے کہا میں نے سنا یہ کہتے تھے کہ جو یہ دعوی کرے کہ میں کہتا ہوں کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ جھوٹا ہے کیونکہ میں ایسا نہیں کہتا پس میں نے ان سے کہا اے ابو عبد الله امام بخاری اس پر تو لوگ بہت لڑتے ہیں پس کہا جو میں نے کہا اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے- أَبُو عَمْرٍو الْخَفَّافُ کہتے ہیں پس میں امام بخاری سے ملا اور ان سے ایک حدیث پر کلام کیا یہاں تک کہ دل بھر گیا میں نے ان سے کہا اے ابو عبد الله وہاں ایک شخص ہے جو حکایت کرتا ہے آپ کے لئے کہ آپ اس میں یہ اور یہ کہتے ہیں – امام بخاری نے مجھ سے کہا اے ابو عمرو یاد رکھو جو میں کہوں جو یہ دعوی کرے نیشاپور یا قومس یا رے یا ہمدان یا حلوان یا بغداد یا کوفہ یا مدینہ یا مکہ یا بصرہ میں سے کہ میں کہتا ہوں قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ کذاب ہے پس میں ایسا نہیں کہتا ہوں بلاشبہ میں کہتا ہوں کہ بندوں کے افعال مخلوق ہیں

اس کی سند میں أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ ہیں جن کے لئے الذھبی سیر الاعلام النبلاء میں لکھتے ہیں

قَالَ الخَلِيْلِيُّ: كَانَ لَهُ حفظٌ وَمَعْرِفَةٌ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ جِدّاً، رَوَى مُتوناً لاَ تُعرفُ

خلیلی کہتے ہیں ان کے لئے حافظہ و معرفت ہے اور یہ بہت ضعیف ہیں اور وہ متن روایت کرتے ہیں جو کوئی نہیں جنتا

كتاب الرّوض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم میں أبو الطيب نايف بن صلاح بن علي المنصوري راوی أَبُو صَالِحٍ خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ کے لئے کہتے ہیں

ضعيف جدًا مع كثرة حديثه

بہت ضعیف ہیں کثرت حدیث کے ساتھ

ایک طرف تو سندا کمزور دوسری طرف اس کے راوی

أَبُو عَمْرٍو الْخَفَّافُ کے امام الذھبی کتاب تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

سمع بنيسابور: إسحاق بن راهَوَيْه، وعَمْرو بن زُرارة، والحسين بن حريث، ومحمد بن عبد العزيز بن أبي رزمة، وأقرانهم

وببغداد: إبراهيم بن المستمرّ، وأحمد بن منيع، وأبا همّام السكوني، وأقرانهم وبالكوفة: أبا كُرَيْب، وعَبّاد بن يعقوب، وجماعة
وبالحجاز: أبا مُصْعَب، ويعقوب بن حُمَيْد بن كاسب، وعبد الله بن عمران العابديّ، وغيرهم
سوال کے ان کا سماع بخاری سے کب ہوا؟
ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں
أَخْرَجَ ذَلِكَ غُنْجَارٌ فِي تَرْجَمَةِ الْبُخَارِيِّ من تَارِيخ بخارا بِسَنَد صَحِيحٍ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ الْمَرْوَزِيِّ الْإِمَامِ الْمَشْهُورِ أَنَّهُ سَمِعَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ ذَلِكَ وَمِنْ طَرِيقِ أَبِي عمر وَأَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ النَّيْسَابُورِيّ الْخَفَّافِ أَنَّهُ سَمِعَ الْبُخَارِيَّ يَقُولُ ذَلِكَ
اس (اوپر والی روایت) کو غنجار نے بخاری کے ترجمہ میں تاریخ بخاری میں صحیح سند کے ساتھ محمّد بن نثر المروزی امام مشهور سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے امام بخاری سے سنا کہ انہوں نے ایسا کہا جو ابی عمر اور احمدبن نصر کے طرق سے ہے کہ انہوں نے بخاری سے سنا
اسی قول کو ابن حجر نے تهذيب التهذيب میں بھی نقل کیا ہے
عجیب بات ہے انہی خَلَفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ کی لسان الميزان میں ابن حجر عزت افزائی کرتے ہیں
وسمعت الحاكم، وَابن أبي زرعة وإنما كَتبنا عنه للاعتبار وقد ضعفه أبو سعيد الإدريسي
حاکم اور ابن أبي زرعة کہتے ہیں ان کا قول اعتبار کے لئے لکھا جاتا ہے اور ابو سعید نے ان کو ضعیف کہا ہے
اس روایت کا سارا دار و مدار جس شخص پر ہے وہ توضعیف نکلا لہذا دلیل کیسے ہیں
اس راوی کی روایت اہل حدیث اور وہابی بھی رد کرتے ہیں کیونکہ یہ روایت کرتا ہے کہ امام بخاری اندھے تھے
: ابو بكر الخطيب البغدادي (المتوفى: 463 هـ) تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں
حَدَّثَنِي أبو القاسم عبد الله بن أحمد بن علي السوذرجاني بأصبهان من لفظه، قَالَ: حدثنا علي بن محمد بن الحسين الفقيه، قَالَ: حدثنا خلف بن محمد الخيام، قَالَ: سمعت أبا محمد المؤذن عبد الله بن محمد بن إسحاق السمسار، يقول: سمعت شيخي يقول: ذهبت عينا محمد بن إسماعيل في صغره فرأت والدته في المنام إبراهيم الخليل عليه السلام، فقال لها: يا هذه قد رد الله على ابنك بصره لكثرة بكائك، أو لكثرة دعائك قَالَ: فأصبح وقد رد الله عليه بصره (تاریخ بغداد 2- 322)
:
محمد بن اسحاق نے کہا : میں نے اپنے شیخ سے سنا کہ : امام بخاریؒ کی بچپن میں نظر چلی گئی تھی ، (اور ان کی والدہ اس پر اکثر دعاء کرتیں ، اور روتی رہتی تھیں) تو ایک روز انہیں خواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نظر آئے ، وہ فرمارہے تھے تیری گریہ و زاری اور دعاء کے سبب اللہ تعالی نے تیرے بیٹے کی نظر لوٹا دی ہے
: ا بویعلی الخليلي، (المتوفى: 446 هـ)-- الإرشاد في معرفة علماء الحديث --(جلد 3 صفحه 972) میں لکھتے ہیں
أبو صالح خلف بن محمد بن إسماعيل البخاري كان له حفظ ومعرفة وهو ضعيف جدا روى في الأبواب تراجم لا يتابع عليها وكذلك متونا لا تعرف سمعت ابن ابي زرعة والحاكم ابا عبد الله الحافظين يقولان كتبنا عنه الكثير ونبرأ من عهدته وإنما كتبنا عنه للاعتبار
اور یہی بات امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھی ہے

قبرستان کا ذکر

ترمذی روایت کرتے ہیں کہ

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک رات کے دوران نہ پایا—اور ان کو البقیع میں پایا (یعنی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کو تلاش کرتے ہوے مدینہ سے باہر قبرستان پہنچ گئیں)۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) انہوں نے کہا کہ آپ ڈر رہی تھیں کہ اللہ اور اس کے رسول آپ کے ساتھ ناانصافی کریں گے میں (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے کہا اللہ کے رسول میں نے سوچا کہ آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کے پاس چلے گیئے۔ (رسول) نے کہا بیشک اللہ بزرگی و عظمت والا شعبان کی درمیانی رات میں دنیا کے آسمان سے نیچے آتا ہے اور (بنو) کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ گناہ معاف فرما دیتا ہے

عام طور پر مقرّرین نصف شعبان کی رات کی فضیلت کے حوالے سے اپنی تقریروں میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں لیکن امام ترمذی کے تبصرے کو حذف کر جاتے ہیں جس میں وہ کہتے ہیں کہ

عائشہ بنت ابی بکر کی روایت (کے بارے میں) ابو عیسیٰ (امام ترمذی) نے کہا کہ ہم اس کو اس واسطہ سے ہی جانتے ہیں حجاج کی سند سے – اور میں نے امام

معلوم ہوا کہ یہ راوی امام بخاری کے حوالے سے فرضی قصے پھیلاتا رہا ہے

محمد یعنی امام بخاری سے سنا کے یہ حدیث کمزور ہے – یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے نہیں سنا ہے اور حجاج بن ارطاہ نے یحییٰ بن ابی کثیر سے نہیں سنا

حجاج بن ارطاۃ المتوفی ۱۴۹ ہجرہ بصرہ میں قاضی تھا اور اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا قاضی ہے جس نے رشوت لی — یہ عباسی خلیفہ المہدی کا منظور نظر تھا - المھدی کے دور میں برامکہ خاندان بہت اثر رکھتا تھا اور چراغاں کرنے کا ان کو بہت شوق تھا — اس خاندان نے بنوامیہ کا تختہ الٹنے میں بنو عباس کی مدد کی تھی اور اس کا تعلق پارس سے تھا جو آتش پرستوں کا مسکن رہا ہے

اسی طرح کی دیگر روایات مسند احمد اور صحیح ابن حبان میں بھی بیان ہوئی ہیں

وأما حديث عائشة فيرويه حجاج عن يحيي بن أبي كثير عن عروة عنه مرفوعا بلفظ إن الله تعالى ينزل ليلة النصف من شعبان إلى السماء الدنيا فيغفر لأكثر من عدد شعر غنم كلب

إخرجہ الترمذی (143/1) وابن ماجہ (1389) واللالکائی (2/101/1) وإحمد (238/6) وعبد بن حمید فی المنتخب من المسند

اور جہاں تک عائشہ کی حدیث ہے اس کو روایت کیا ہے حجاج نے یحیٰی بن ابی کثیر سے انہوں نے عروہ سے موفوعا ان الفاظ سے کہ بے شک اللہ تعالی نازل ہوتے ہیں نصف شعبان کی رات آسمان دنیا پر پس وہ بنو کلب کی بھیڑوں کے برابر مغفرت کرتے ہیں

البانی السلسلۃ الصحیحۃ ج ۳ ص ۱۳۵۔۱۳۸۔۱۳۹ میں کہتے ہیں

وجملة القول أن الحديث بمجموع هذه الطرق صحيح بلا ريب والصحة تثبت بأقل منها
عددا ما دامت سالمة من الضعف الشديد كما هو الشأن في هذا الحديث فما نقله
الشيخ القاسمي رحمه الله تعالى في إصلاح المساجد (ص 107) عن أهل التعديل
والتجريح أنه ليس في فضل ليلة
النصف من شعبان حديث صحيح فليس مما ينبغي
الاعتماد عليه ولئن كان أحد منهم أطلق مثل هذا القول فإنما أوتي من قبل
التسرع وعدم وسع الجهد لتتبع الطرق على هذا النحو الذي بين يديك والله
تعالى هو الموفق

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث بلا شبہ ان تمام طرق کی بنا پر صحیح ہے اور حدیث کی صحت ان شواہد کی تعداد سے کم بھی ثابت ہو جاتی ہے جب تک وہ شدید ضعف سے دوچار نہ ہو جیسا کہ یہ حدیث ہے پس شیخ القاسمی نے نقل کیا ہے اصلاح المساجد میں اہل جرح و تعدیل سے کہ نصف شعبان سے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔ (القاسمی کا) یہ قول قابل اعتماد نہیں ہے اور اگر کوئی اس قول کا اطلاق کرتا ہے تو وہ ہیں جنھوں نے جلد بازی کا مظاہرہ کیا ہے اور ان میں محنت معدوم ہے کہ اس رستے پر جاتے جو اب آپ کے سامنے ہے

یہ البانی صاحب کا کہنا ہے اس طرح انہوں نے الصحیحہ 1144 اور 1563 میں ۱۵ شعبان کی رات کی روایت کی تصحیح کر دی ہے۔ سن ۱۹۸۵ میں خطیب تبریزی کی کتاب مشکاۃ المصابیح کی تحقیق میں البانی نے اس روایت کو ضعیف کہا، پھر ضعیف سنن الترمذی میں اس کو ضعیف کہا

(ضعیف – ابن ماجہ 1389 (برقم 295 والمشکاۃ 1299 الصفحۃ 406 ضعیف الجامع الصغیر 1761)

لیکن ۱۹۹۵ میں اس سب سے رجوع کیا اور **الصحیحة** میں واپس اس روایت کو صحیح قرار دیا- راقم کہتا ہے البانی غیر مقلد کا قول باطل اور تحقیق تناقص سے بھرپور ہے

اس رات کے حوالے سے ہے ترمذی کی اِس حسن حدیث کے علاوہ ایک شاہد حدیث صحیح مسلم کی پیش کی جاتی ہے

حديث 2249

حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ فَقَالَتْ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِّي قُلْنَا بَلَى ح و حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ حَجَّاجًا الْأَعْوَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَائَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَائَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ مَا لَکِ يَا عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْئَ قَالَ لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْکِ وَرَسُولُهُ قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْکِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْکِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْکِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَکِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَکِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّکَ يَأْمُرُکَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَائَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ

ترجمہ ہارون بن سعید ایلی عبداللہ بن وہب ابن جریج عبداللہ بن کثیر بن مطلب محمد بن قیس حضرت محمد بن قیس (رض) بن مخرمہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کہا کیا میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی اور اپنی ماں کے ساتھ بیتی ہوئی بات نہ سناؤں ہم نے گمان کیا کہ وہ ماں سے اپنی جننے والی ماں مراد لے رہے ہیں ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے پاس میری باری کی رات میں تھے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کروٹ لی اور اپنی چادر اوڑھ لی اور جوتے اتارے اور ان کو اپنے پاؤں کے پاس رکھ دیا اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اتنی ہی دیر ٹھہرے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے گمان کرلیا کہ میں سوچکی ہوں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتا پہنا اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکلے پھر اس کو آہستہ سے بند کردیا میں نے اپنی چادر اپنے سر پر اوڑھی اور اپنا ازار پہنا اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے پیچھے چلی یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بقیع میں پہنچے اور کھڑے ہوگئے اور کھڑے ہونے کو طویل کیا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار اٹھایا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واپس لوٹے اور میں بھی لوٹی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیز چلے تو میں بھی تیز چلنے لگی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوڑے تو میں بھی دوڑی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہنچے تو میں بھی پہنچی میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سبقت لے گئی اور داخل ہوتے ہی لیٹ گئی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تشریف لائے تو فرمایا اے عائشہ تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تمہارا سانس پھول رہا ہے میں نے کہا کچھ نہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم بتادو ورنہ مجھے باریک بین خبردار یعنی اللہ تعالیٰ خبر دے دے گا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر قربان پھر پورے قصہ کی خبر میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دے دی فرمایا میں اپنے آگے آگے جو سیاہ سی چیز دیکھ رہا تھا وہ تو تھی میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے سینے پر مارا جس کی مجھے تکلیف ہوئی پھر فرمایا تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق دبالے گا۔ فرماتی ہیں جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں اللہ تو اس کو خوب جانتا ہے (؟) آپ (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہاں[2]۔ فرمایا کہ جبرائیل میرے پاس آئے جب تو نے دیکھا تو مجھے پکارا اور تجھ سے چھپایا تو میں نے بھی تم سے چھپانے ہی کو پسند کیا اور وہ تمہارے پاس اس لئے نہیں آئے کہ تو نے

2

فرقه پرست یہ دعوی کرتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بنیادی عقائد سے لا علم تھیں کیونکہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسَ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ؟ نَعَمْ
کیا جو بھی لوگ چھپاتے ہیں اللہ تعالی اسے جانتا ھے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا ہاں عائشہ۔

اس منکر روایت سے ان کے نزدیک ثابت ہوتا ہے کہ فقہائے مدینہ کی استاذ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا یہ بات تک نہیں جانتی تھیں کہ اللہ تعالی ہر اس چیز کو جانتا ھے جو لوگ چھپاتے ہیں ۔ قابل غور ہے یہ ایمان کی بنیادی بات ہے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تو خود قرآن کو شادی سے پہلے یاد کر رہی تھیں اور قرآن ان کے گھر سے متصل مسجد النبی میں دن و رات پڑھا جاتا تھا۔

یہ روایت آخری دور کی بتائی جاتی ہے جبکہ اس کا متن منکر ہے اس سے یہ تک نکلتا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے نبی کی جاسوسی کی ان کا پیچھا رات کے اندھیرے میں کیا

سند میں عبد الله بن كثير بن المطلب بن أبي وداعة مجهول ہے اس کو امام مسلم نے قبول کیا ہے لہذا ابن حجر نے اس کومقبول کہا ہے۔

الذھبی نے میزان میں کہا
فعبد الله بن كثير السهمى لا يعرف إلا من رواية ابن جريج عنه، وما رأيت أحدا وثقه ففيه جهالة.
عبد اللہ نہیں جانا جاتا اس سے صرف ابن جریج نے روایت کیا ہے اور کسی اور ثقہ نے میرے خیال میں روایت نہیں کیا ہے اور اس میں جہالت ہے یعنی مجھول ہے۔

اور تاریخ اسلام میں کہا
، وهو فلا يكاد يُعْرَف إلا في حديثٍ واحد سَنَدُهُ مضطَّرب، وهو حديث عَائِشَةَ في استغفاره لأهل البَقيع

اس کی کوئی حدیث معلوم نہیں سوائے ایک مضطرب روایت کے جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اہل بقیع پر استغفار کا ذکر ہے۔

فرقے کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کی شاہد حدیث سنن نسائی ۲۰۲۳۹ ہے

أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، يَقُولُ
پھر روایت دی جس کا ترجمہ ہے

محمد بن قیس بن مخرمہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہی تھیں کیا میں تمہیں اپنے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں ضرور بتائیے، تو وہ کہنے لگیں، جب وہ رات آئی جس میں وہ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے تو آپ(عشاء) سے پلٹے، اپنے جوتے اپنے پائتانے رکھے، اور اپنے تہبند کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا، آپ صرف اتنی ہی مقدار ٹھہرے جس میں آپ نے محسوس کیا کہ میں سو گئی ہوں، پھر آہستہ سے آپ نے جوتا پہنا اور آہستہ ہی سے اپنی چادر لی، پھر دھیرے سے دروازہ کھولا، اور دھیرے سے نکلے، میں نے بھی اپنا کرتا، اپنے سر میں ڈالا اور اپنی اوڑھنی اوڑھی، اور اپنی تہبند پہنی، اور آپ کے پیچھے چل پڑی، یہاں تک کہ آپ مقبرہ بقیع آئے، اور اپنے ہاتھوں کو تین بار اٹھایا، اور بڑی دیر تک اٹھائے رکھا، پھر آپ پلٹے تو میں بھی پلٹ پڑی، آپ تیز چلنے لگے تو میں بھی تیز چلنے لگی، پھر آپ دوڑنے لگے تو میں بھی دوڑنے لگی، پھر آپ اور تیز دوڑے تو میں بھی اور تیز دوڑی، اور میں آپ سے پہلے آ گئی، اور گھر میں داخل ہو گئی، اور ابھی لیٹی ہی تھی کہ آپ بھی اندر داخل ہو گئے، آپ نے پوچھا "عائشہ! تجھے کیا ہو گیا، یہ سانس اور پیٹ کیوں پھول رہے ہیں؟" میں نے کہا کچھ تو نہیں ہے، آپ نے فرمایا "تو مجھے بتا دے ورنہ وہ ذات جو باریک بین اور ہر چیز کی خبر رکھنے والی ہے مجھے ضرور بتا دے گی"، میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، پھر میں نے اصل بات بتا دی تو آپ نے فرمایا "وہ سایہ جو میں اپنے آگے دیکھ رہا تھا تو ہی تھی"، میں نے عرض کیا جی ہاں، میں ہی تھی، آپ نے میرے سینہ پر ایک مکا مارا جس سے مجھے تکلیف ہوئی، پھر آپ نے فرمایا "کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر ظلم کریں گے"، میں نے کہا جو بھی لوگ چھپائیں اللہ تعالی تو اس سے واقف ہی ہے، (وہ آپ کو بتا دے گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جبرائیل میرے پاس آئے جس وقت تو نے دیکھا، مگر وہ میرے پاس اندر نہیں آئے کیونکہ تو اپنے کپڑے اتار چکی تھی، انہوں نے مجھے آواز دی اور انہوں نے تجھ سے چھپایا، میں نے انہیں جواب دیا، اور میں نے بھی اسے تجھ سے چھپایا، پھر میں نے سمجھا کہ تو سو گئی ہے، اور مجھے اچھا نہ لگا کہ میں تجھے جگاؤں، اور میں ڈرا کہ تو اکیلی پریشان نہ ہو، خیر انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں مقبرہ بقیع آؤں، اور وہاں کے لوگوں کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کروں"، میں نے پوچھا اللہ کے رسول! میں کیا کہوں (جب بقیع میں جاؤں)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو «السلام على أهل الديار من المؤمنين والمسلمين يرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين وإنا إن شاء الله بكم لاحقون» "سلامتی ہو

ان گھروں کے مومنوں اور مسلمانوں پر، اللہ تعالی ہم میں سے اگلے اور پچھلے(دونوں) پر رحم فرمائے، اور "اگر اللہ تعالی نے چاہا تو ہم تم سے ملنے (ہی) والے ہیں

تبصره

سندا یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سند کو شعیب نے ضعیف کہا ہے

سنن نسائی جیسی سند سے یہ روایت مسند احمد 25855 موجود ہے
حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الله رَجُلٌ منْ قُرَيْشٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي، وَعَنْ أُمِّي؟ - فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ - قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ

شعيب الأرنؤوط کا کہنا ہے إسناد ضعيف- اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

شعیب کی تحقیق کے مطابق سنن نسائی کی سند میں عبد الله بن أبي مليكة کا نام غلطی ہے – صحیح ابن حبان ۷۱۱۰ میں اسی سند سے ہے
أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى بْنِ مُجَاشِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَصَّارُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ

اور یہ اصلا عبد الله بن كثير ہی ہے جو ایک مجھول ہے۔

نسائی نے اس سند کو اس طرح بھی لکھا ہے
اخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ
اور اپنی دوسری کتاب سنن الکبری میں کہا
خَالَفَهُ حَجَّاجٌ فَقَالَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ

حجاج نے ان کی مخالفت کی اور کہا بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ

یعنی نسائی کے نزدیک یہ غلطی حَجّاجَ کی وجہ سے آئی ہے۔ – حجاج ثقہ ہیں لیکن عبد اللہ سند میں دیکھ کر ان کو مغالطہ ہوا کہ یہ عبد اللہ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ہیں جبکہ وہ عبد الله بن كثير بن المطلب بن أبي وداعة تھا

سنن نسائی کی اس روایت میں الٹا لکھا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
قُلْتُ مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللَّهُ

میں نے کہا جو بھی لوگ چھپائیں اللہ تعالیٰ تو اس سے واقف ہی ہے۔

عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو الزام صحیح مسلم کی روایت کے تحت لگایا گیا ہے اس روایت میں اس کا رد ہے۔ یہاں عائشہ اپنے صحیح عقیدے کا اظہار کر رہی ہیں جبکہ صحیح مسلم میں وہ صحیح عقیدے سے ناواقف ہیں اور سوال کر رہی ہیں۔

قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسَ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ؟ نَعَمْ
کیا جو بھی لوگ چھپاتے ہیں اللہ تعالی اسے جانتا ھے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا ہاں عائشہ۔

اس طرح یہ حدیث صحیح مسلم سے الگ ہے۔

سنن نسائی میں اس کے بعد کچھ اور روایات بھی ہیں مثلا

حدیث نمبر: 2040أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ، قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ، عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَلَبِسَ ثِيَابَهُ، ثُمَّ خَرَجَ، قَالَتْ: فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ فَتَبِعَتْهُ، حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقِفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ فَأَخْبَرَتْنِي، فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتَّى أَصْبَحْتُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ".
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، اپنا کپڑا پہنا پھر (باہر) نکل گئے، تو میں نے اپنی لونڈی بریرہ کو حکم دیا کہ وہ پیچھے پیچھے جائے، چنانچہ وہ آپ کے پیچھے پیچھے گئی یہاں تک کہ آپ مقبرہ بقیع پہنچے، تو اس کے قریب کھڑے رہے جتنی دیر اللہ تعالی نے کھڑا رکھنا چاہا، پھر آپ پلٹے تو بریرہ آپ سے پہلے پلٹ کر آ گئی، اور اس نے مجھے بتایا، لیکن میں نے آپ سے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا یہاں تک کہ صبح کیا، تو میں نے آپ کو ساری باتیں بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے اہل بقیع کی طرف بھیجا گیا تھا تاکہ میں ان کے حق میں دعا کروں"۔

تبصرہ
یہ متنا شاذ ہے کیونکہ اس میں ہے کہ رات کے وقت بھی لونڈی ام المومنین کے پاس تھی جبکہ یہ ممکن نہیں کہ آمد النبی کے بعد کوئی حجرہ عائشہ میں رہ جائے
یہ متن بھی صحیح مسلم کی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جاسوسی ایک لونڈی کر رہی ہے جس کو اپنی مالکہ کا خوف ہے لیکن اللہ کا خوف نہیں ہے

سنن نسائی کی ایک تیسری روایت میں ہے

حدیث نمبر: 2041أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَهُوَ ابْنُ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْرُجُ فِي آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ، فَيَقُولُ: "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا أَوْ مُوَاكِلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ"

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری ان کے یہاں . ہوتی تو رات کے آخری (حصے) میں مقبرہ بقیع کی طرف نکل جاتے، (اور) کہتے: «السلام عليكم دار قوم مؤمنين وإنا وإياكم متواعدون غدا أو مواكلون وإنا إن شاء الله بكم لاحقون اللهم اغفر لأهل بقيع الغرقد» "اے مومن گھر (قبرستان) والو! تم پر سلامتی ہو، ہم اور تم آپس میں ایک دوسرے سے کل کی حاضری کا وعدہ کرنے والے ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے والے ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما"۔

تبصرہ

یہ متن بھی غلط و شاذ ہے کیونکہ اس میں ہے کہ جب بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری اتی تو اس رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیع جاتے- ہر رات قبرستان جانا دیگر روایات سے معلوم ہے کہ نہیں تھا

لب لباب یہ ہوا کہ صحیح مسلم کی روایت منکر ہے اور اسی روایت کو شب برات میں قبرستان جانے کی دلیل پر پیش کیا جاتا ہے

محشر میں بعض علماء کی سخت پکڑ ہو گی – ام المومنین رضی اللہ عنہا پر الزام مہنگا پڑے گا

اللہ کا حکم یاد رہے

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًاۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّـٰهِ عَظِيْـمٌ (15

جب تم اسے اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی شروع کردی جس کا تمہیں علم بھی نہ تھا اور تم نے اسے ہلکی بات سمجھ لیا تھا، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

وہابی عالم عبد المجید بن سالم لکھتے ہیں

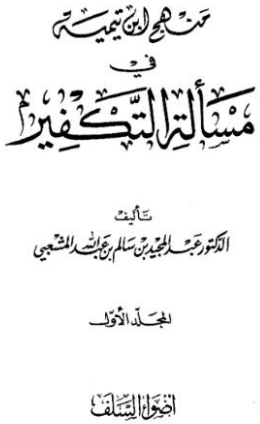

فهذه عائشة ـ رضي الله عنها ـ كانت تجهل بأن الله يعلم بكل ما يكتمه الناس ، ولم تكن بجهلها ذلك كافرة ، قال شيخ الإسلام موضحا ذلك بعد أن سرد هذا الحديث : « فهذه عائشة أم المؤمنين : سألت النبي ﷺ هل يعلم الله كل ما يكتم الناس ؟ فقال لها النبي ﷺ : نعم ، وهذا يدل على أنها لم تكن تعلم ذلك ، ولم تكن قبل معرفتها بأن الله عالم بكل شيء يكتمه الناس كافرة ، وإن كان الإقرار بذلك بعد قيام الحجة من أصول الإيمان ، وإنكار علمه بكل شيء كإنكار قدرته على كل شيء . هذا مع أنها كانت ممن يستحق اللوم على الذنب(٣) . ولهذا لهزها النبي ﷺ ، وقال : أتخافين أن

یہ عائشہ ہیں رضی اللہ عنہا یہ اس سے لا علم ہیں کہ اللہ وہ جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں اور اس لا علمی پر یہ کافر نہیں ہوئیں شیخ اسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں اس حدیث پر یہ عائشہ ہیں رضی اللہ عنہا یہ اس سے لا علم ہیں کہ اللہ وہ جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں ؟ پس اس کا سوال انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا ہاں اور یہ دلیل ہے ہے کہ وہ عائشہ اسکو نہیں جانتیں تھیں اور ان کو معرفت نہیں تھی کہ اللہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو لوگ چھپاتے ہیں اس لئے کافر نہیں تھیں

ابن تیمیہ مجموع الفتاوی ج ١١ ص ٤١٢ پر بحث کی ہے اور سنن نسائی کی روایت کے الفاظ نقل کیے ہیں

أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ .... قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمُ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللَّهُ عَزَّ وجَلَّ؟ قَالَ: «نَعَم»

اور یہ سند وہی ہے جو صحیح مسلم میں ہے

البتہ صحیح مسلم میں متن میں نعم کے لفظ کو ام المومنین کے الفاظ کے ساتھ مربوط رکھا گیا ہے جس سے محسوس ہوتا ہے کہ نعم کا لفظ ام المومنین کے جملے کا حصہ ہے - لیکن راوی کا مدعا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کہنا ہے جیسا کہ مختلف کتب احادیث میں متن میں دیکھ کر جانا جا سکتا ہے مثلا سنن نسائی ، سنن الکبری ، مسند احمد وغیرہ

کتاب تاریخ مدینہ از ابن شبہ میں ہے

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوف قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ [ص:88] بْنَ قَيْسٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ .... قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسَ فَقَدْ عَلِمَهُ اَللَّهُ قَالَ: «نَعَمْ

یعنی اس جملے کو سوالیہ انداز میں کئی راویوں نے بیان کیا ہے

راوی عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ الْمُطَّلِبِ کا سیاسی مدعا
راوی کا مدعا یہ ہے کہ آخری دور نبوی تک ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو شک تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور رات کے اندھیرے میں ماریہ قبطیہ سے ملنے گئے ہوں گے اور اس نے سورہ التحریم کی آیت کو ملا کر ایک قصہ گھڑا ہے-سورہ التحریم میں موجود ہے دو امہات المومنین (حدیث کے مطابق عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا) نے مل کر ایک فیصلہ کیا (حدیث کے مطابق ماریہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے جب بھی نبی آئین آئیں تو بولیں گی کہ شہد کی بو آ رہی ہے اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جانا چھوڑ دیں گے) البتہ اس کی خبر نبی کو اللہ نے دے دی تو کوئی ایک ام المومنین بولیں کس نے خبر دی ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِىُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّـٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٝ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا ۖ قَالَ نَبَّاَنِىَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْـرُ (3)

اور جب نبی نے چھپا کر اپنی کسی بیوی سے ایک بات کہہ دی، اور پھر جب اس بیوی نے وہ بات بتا دی اور اللہ نے اس کو نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اس میں سے کچھ بات جتلا دی اور کچھ ٹال دی، پس جب پیغمبر نے اس کو وہ بات جتلا دی تو بولی آپ کو کس نے یہ بات بتا دی، آپ نے فرمایا مجھے خدائے علیم و خبیر نے یہ بات بتلائی-

راوی نے اس آیت کا استعمال کر کے قصہ گھڑا کہ باوجود اس کے کہ نبی کو اللہ خبر کر دیتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا پھر بھی جاسوسی کرتی ہیں کہ ممکن ہے نبی ان کی باری کے دن ماریہ کے ہاں گئے ہوں اور پھر لا علمی کا اظہار کیا کہ جو لوگ چھپاتے ہیں کیا اس کو اللہ جانتا ہے ؟ اس طرح یہ روایت تنقیص عائشہ پر محمول ہے

اپنے کپڑے اتار دیئے تھے اور میں نے گمان کیا کہ تو سوچکی ہے اور میں نے تجھے بیدار کرنا پسند نہ کیا میں نے یہ خوف کیا کہ تم گھبرا جاؤ گی جبرائیل نے کہا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رب نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حکم دیا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بقیع تشریف لے جائیں اور ان کے لئے مغفرت مانگیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کیسے کہوں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ)

ماریہ والا واقعہ کب ہوا معلوم نہیں ہے جس میں شہد رسول اللہ نے اپنے اوپر حرام کیا البتہ شہدائے احد کے لئے بقیع جانا بالکل آخری دور کی بات ہے - اس طرح راوی کا مقصد یہ ہے کہ بیان کیا جائے کہ آخری ایام تک ام المومنین عائشہ اس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے شک و شبہ کا شکار رہیں

سوالات کا جواب دیتے ہوئے عثمانی صاحب نے اس واقعہ کو محض ایک رات کا واقعہ قرار دیا ہے(رسالہ حبل اللہ، مجلہ نمبر14،صفحہ 58،57) - میرا موقف ان روایات پر اوپر موجود ہے - معاملہ جب صحیح غلط کا ہو تو ہم کو صحیح بات بیان کرنے کا ہی حکم ہے - عثمانی صاحب کا اس کو صحیح تصور کرنا ان کی غلطی ہے اور یہ غلطی ان سے بڑے محدث امام مسلم نے بھی کی ہے - صحیح مسلم میں الفاظ کا ترجمہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ ام المومنین کا ایک مربوط جملہ بن جائے یعنی
اللہ اس کو جانتا ہے جو خواہ لوگ چھپائیں (پھر دل میں آیا ہاں ایسا ہی ہے تو زبان سے نکلا) بالکل
یعنی نعم کا لفظ ام المومنین کے الفاظ ہیں کا حصہ ہیں
اس طرح صحیح مسلم کی حدیث پر اعتراض ختم ہو جاتا ہے اور یہ سوال نہیں رہتا بلکہ اقرار بن جاتا ہے
یہ شرح امام نووی نے کی ہے
البتہ جب دیگر کتب میں اس حدیث کا متن دیکھیں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ راوی کا مدعا نہیں ہے وہ اس کو سوال بیان کر رہا ہے
اس پر یہ حدیث منکر ہے پھر راوی مجہول بھی ہے- محدثین میں امام الذھبی نے بھی اس کے راوی کو مجہول قرار دیا ہے اور خاص اس بقیع کی روایت کا ذکر کیا ہے لہذا میری رائے یہاں امام الذھبی کے مطابق ہو گئی ہے

کہو سلام ہے ایماندار گھر والوں پر اور مسلمانوں پر اللہ ہم سے آگے جانے والوں پر رحمت فرمائے اور پیچھے جانے والوں پر ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔

سند میں عبد الله بن كثير بن المطلب بن أبي وداعة مجہول ہے اس کو امام مسلم نے قبول کیا ہے لہذا ابن حجر نے اس کو مقبول کہا ہے۔ الذھبی نے میزان میں کہا

فعبد الله بن كثير السهمى لا يعرف إلا من رواية ابن جريج عنه وما رأيت أحدا وثقه ففيه جهالة

عبد اللہ نہیں جانا جاتا اس سے صرف ابن جریج نے روایت کیا ہے اور کسی اور ثقہ نے میرے خیال میں روایت نہیں کیا ہے اور اس میں جہالت ہے

یعنی مجہول ہے اور تاریخ اسلام میں کہا

وهو فلا يكاد يُعْرَف إلا فِي حديثٍ واحد سَنَدُهُ مضطَّرب وهو حديث عَائِشَةَ فِي استغفاره لأهل البَقيع

اس کی کوئی حدیث معلوم نہیں سوائے ایک مضطرب روایت کے جس میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اہل بقیع پر استغفار کا ذکر ہے

راقم کہتا ہے یہ ۱۲۰ ہجری کے بعد مرا ہے اور اپنی زندگی میں اس نے صرف ایک یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس روایت کو صحیح سمجھنا ممکن نہیں ہے

عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا حسن ثنا بن لهيعة ثنا حيي بن عبد الله عن أبي عبد الرحمن الحبلي عن عبد الله بن عمرو ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال يطلع الله عز و جل إلى خلقة ليلة النصف من شعبان فيغفر لعباده الا لاثنين مشاحن وقاتل نفس

نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ انسانوں کو معاف کرتا ہے سوائے قاتل نفس کے اور وہ جن کے درمیان کشیدگی ہو

مسند احمد میں امام احمد نے ہر طرح کا رطب و یابس بھر دیا ہے–ان کا سارا زور ایک ضخیم مسند لکھنے پر ہی رہا ہے اور مسند میں کسی بھی روایت کی نہ تصحیح ہے نہ تضعیف ہے لہٰذا اس کی روایت ضروری نہیں کہ صحیح ہوں- مسند احمد کی عبد اللہ بن عمرو والی روایت میں عبد اللہ ابن لہیعہ ہے جو انتہائی ضعیف راوی ہے- عبد اللہ ابن لهيعة المتوفی ۱۷۴ ہجری عباسی خلفاء کے منظور نظر رہے ہیں

ابن لهيعة کے بارے میں تاریخ سے معلوم ہے کہ یہ مختلط بھی ہوا–اس نے اپنی کتب جلا دیں تھیں

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

وفيما أَنْبَأَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ إِجَازَةً وَحدَّثَنَا بِهِ عَنْهُ الْإِمَامُ أَبُو عُثْمَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ الْبَيْلَمَانِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَمْسُ لَيَالٍ لَا يُرَدُّ فِيهِنَّ الدُّعَاءُ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ وَأَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبٍ وَلَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلَيْلَةُ الْعِيدِ وَلَيْلَةُ النَّحْرِ

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے پانچ راتوں میں دُعا رَد نہیں ہوتی

عید الفِطر اور عید الاضحیٰ کی رات جمعہ کی رات رجب کی پہلی رات پندرہ شعبان کی رات

(شعب الایمان 3/342 حدیث 3713)

سند میں عبد الرحمن بن البیلمانی ہے- قال الدار قطنی ضعیف لا تقوم بہ حجۃ یہ ضعیف ہے اس سے دلیل قائم نہیں ہوتی- سند میں اَخْبَرَنِی مَنْ سَمِعَ مجہول ہے

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

صحیح ابن حبان کی روایت ہے کہ

معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے آگاہ ہوتا ہے شعبان کے وسط کی رات میں تاکہ وہ اپنی مخلوقات کو بخش دے علاوہ تمام مشرک اور ایک (دوسرے مسلمان کی طرف) کینہ رکھنے والے کے

صحیح ابن حبان کی اس روایت کا امام دار قطنی نے اپنی کتاب علل میں تعقب کیا ہے یعنی روایات میں عیوب سے متعلق تحقیق کے بعد فیصلہ دیا ہے کہ اس روایت میں اضطراب پایا جاتا ہے–ابن حبان علم حدیث میں فراخ دل سمجھے جاتے ہیں لہذا وہ بسا اوقات مجھول راویوں کو بھی ثقہ قرار دے دیتے ہیں–ان کی جرح مانی جاتی ہے لیکن ان کی تصحیح پر اختلاف رہا ہے–امام دار قطنی جو لگ بھگ ابن حبان کے قریب دور کے ہیں وہ اس روایت کو مضطرب قرار دیتے ہیں

صحیح ابن حبان پر تعلیق میں البانی نے اس روایت کو حسن-((التعليق الرغيب)) (3/282-283)، ((الصحيحة)) (1144) قرار دیا ہے اور صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ میں اس کو حسن کہا ہے

جبکہ امام ابی حاتم کے نزدیک یہ ایک معلول روایت تھی

وسألتُ أَبِي عَنْ حديثٍ رواه أبو خُلَيدٍ القَارِئُ عَنِ الأَوْزاعيّ عَنْ مَكْحُولٍ – وعَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ – عَنْ مالكِ بْنِ يُخَامِرَ عَن معاذِ بْنِ جبَلٍ؛ قَالَ قَالَ رسولُ الله (ص) يَطَّلِعُ اللهُ تَبارَكَ وَتعَالَى لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى خَلْقِهِ ... ؟ قَالَ أَبِي هَذَا حديثٌ مُنكَرٌ بهذا الإسنادِ لم يَرْوِ بهذا الإسنادِ [غير] أَبِي خُلَيدٍ وَلا أَدْرِي مِنْ أَيْنَ جَاءَ بِهِ – قلتُ ما حالُ [أَبِي] خُلَيدٍ؟ قَالَ شيخٌ

ابن ابی حاتم نے باپ سے سوال کیا حدیث جو ابو خلید قاری نے اوزاعی کی سند سے انہوں نے مکحول سے انہوں نے مالک سے انہوں نے معاذ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اللہ تعالی نصف شعبان کی رات کو مطلع ہوتا ہے ... تو میرے باپ نے کہا یہ حدیث ان اسناد سے منکر ہے اس کو صرف ابی خلید نے روایت کیا ہے میں نہیں جانتا کہ وہ اس سند کو کہاں سے لایا ہے

مسند الشامیین از طبرانی میں سند ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُدْرِكٍ ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الْوَاسِطِيُّ ثنا أَبُو خُلَيْدٍ ثنا ابْنُ ثَوْبَانَ حَدَّثَنِي أَبِي [عَنْ مَكْحُولٍ] عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «إِنَّ اللَّهَ يَطَّلِعُ إِلَى خَلْقِهِ فِي النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ»

اس کی سند میں اِبُو خُلَیدٍ اور مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ کے درمیان پانچ راوی ہیں

البانی نے الصحیحہ ح ۱۱۴۴ میں لکھا ہے حدیث صحیح ہے اس کو اصحاب رسول کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جس سے اس کی اسناد نے ایک دوسرے کو قوت دی ہے اور ان میں معاذ کی روایت ہے اِبو ثعلبة الخشنی اور عبد اللہ بن عمرو اور اِبی موسی الاشعری اور اِبی ہریرة اور اِبی بکر الصدیق اور عوف ابن مالک اور عائشة کی روایت ہے

يطلع الله تبارك وتعالى إلى خلقه ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن حديث صحيح روي عن جماعة من الصحابة من طرق مختلفة يشد بعضها بعضا وهم معاذ ابن جبل وأبو ثعلبة الخشني وعبد الله بن عمرو وأبي موسى الأشعري وأبي هريرة وأبي بكر الصديق وعوف ابن مالك وعائشة

راقم کہتا ہے البانی کا قول باطل ہے – متقدمین محدثین سے بڑھ کر البانی کی حیثیت نہیں ہے

عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِب رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

ابن ماجہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي سَبْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ   إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُومُوا لَيْلَهَا وَصُومُوا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوبِ الشَّمْسِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی نصف شب ہو تو رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھو کیونکہ غروب آفتاب کے وقت سے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت آسمان دنیا پر نازل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ' ہے کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ میں اسے بخش دوں ' ہے کوئی رزاق مانگنے والا کہ میں اس کو رزق دوں ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اسے مصیبت سے نجات دوں ' یہ اعلان طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

اس کی سند میں حدیثیں گھڑنے والا أبو بكر بْنِ عَبد اللَّهِ بْنِ مُحَمد بن أبي سبرة مدني ہے جو تاریخ بغداد کے مطابق قاضی بغداد تھا

أبي موسى رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

حدثنا راشد بن سعيد بن راشد الرملي حدثنا الوليد عن ابن لهيعة عن الضحاك ابن أيمن عن الضحاك بن عبد الرحمن بن عرزب عن أبي موسى الأشعري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله ليطلع في ليلة النصف من شعبان فيغفر لجميع خلقه إلا لمشرك أو مشاحن حدثنا محمد بن إسحق حدثنا أبو الأسود النضر بن عبد الجبار حدثنا ابن لهيعة عن الزبير بن سليم عن الضحاك بن عبد الرحمن عن أبيه قال سمعت أبا موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه

تحقيق االألبانی حسن المشكاة (1306–1307) الظلال (510) الصحيح (1144و1563) الرد على بليق (92

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نصف شعبان کی شب مطلع ہوتے ہیں اور اپنی ساری مخلوق ماسوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کی مغفرت فرماتے ہیں

اس کی سند میں ابن لہیعۃ ہے جو سخت ضعیف ہے دوم الضحاک بن إيمن الکلبی ہے جو مجھول ہے- حیرت ہے کہ البانی اس کو حسن کہہ رہے ہیں کیونکہ ان کو یہ رات پسند تھی –ابن لہیعہ کی روایت اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے

عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

بیہقی کی کتاب شعب الایمان کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّزَّازُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الرِّيَاحِيُّ حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ صُبَيْحٍ الرَّمْلِيُّ حَدَّثَنَا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَادَى مُنَادٍ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَأَغْفِرَ لَهُ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَأُعْطِيَهُ فَلَا يَسْأَلُ أَحَدٌ شَيْئًا إِلَّا أُعْطِيَ إِلَّا زَانِيَةٌ بِفَرْجِهَا أَوْ مُشْرِكٌ

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب نصف شعبان کی شب آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوتا ہے۔ ہے کوئی مغفرت کا طالب کہ اس کے گناہ بخش دوں ہے کوئی مجھ سے مانگنے والا کہ اسے عطا کروں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے وہ ملتا ہے۔ وہ سب کی دعا قبول فرماتا ہے۔ سوائے بدکار عورت اور مشرک کے

شعب الایمان للبیہقی جلد 3 صفحہ 383

اس کی سند میں جامع بن صَبِیح ہے جس کے لئے لسان المیزان میں ہے کہ یہ ضعیف ہے

ذكره عبد الغني بن سعيد في المشتبه وقال ضعيف

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت

بیہقی شعب الایمان میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ وَمُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ هُوَ الْأَصَمُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ وَأَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَنَّ مُصْعَبَ بْنَ أَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَوْ عَنْ عَمِّهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ إِلَّا رَجُلٍ مُشْرِكٍ أَوْ فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ

دارقطنی موسوعة أقوال أبي الحسن الدارقطني في رجال الحديث وعلله کہتے ہیں کہ مصعب بن ابی ذئب متروک ہے

قال البَرْقانِيّ سَمِعْتُ الدَّارَقُطْنِيّ يقول مصعب بن أبي ذئب عن القاسم بن محمد مدني متروك

دیوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں الذہبی کا قول ہے

عبد الملك بن عبد الملك: عن مصعب، عن القاسم حديثه منكر

عبد الملک کی روایت مصعب سے اس کی قاسم سے منکر ہے

قال البَرْقانِيّ: سَمِعْتُ الدَّارَقُطْنِيّ يقول عبد الملك بن عبد الملك، روى عنه عمرو بن الحارث، مدني، متروك.

ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ کی روایت

کتاب السنة از ابو بکر بن أبي عاصم میں ہے

ثنا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ ثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الأَحْوَصِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ مُهَاصِرِ بْنِ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ يَطَّلِعُ اللَّهُ عَزَّ وجل إلى خلقه فيغفر

سند میں مَهاصِرِ بْن حَبِيب **کا سماع ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے**- اس روایت کی سند ضعیف ہے- سند میں موجود احوص بن حکیم ضعیف ہے۔ امام ابو حاتم الرازی (المتوفی 277) نے کہا الأحوص بن حکیم لیس بقوی منکر الحدیث

احوص بن حکیم یہ غیر قوی اور منکر الحدیث ہے

امام ابن معین (المتوفی 233) نے کہا لا شيء

اس کی کوئی حیثیت نہیں الجرح والتعدیل لابن أبي حاتم 327/2

امام دار قطنی (المتوفی 385) نے کہا منکر الحدیث

یہ منکر الحدیث ہے کتاب الضعفاء والمتروکین للدار قطنی ص 6

لیکن وہابی عالم باسم بن فیصل کے مطابق عالم ناصر العقل کہتے ہیں اس راوی سے استشھاد کیا جا سکتا ہے سند صحیح ہے

حضرت ابوثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب پندرہ شعبان آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف توجہ فرماتا ہے اور مومنوں کے لئے مغفرت فرماتا ہے اور کافروں کے لئے جہنم بھرتا ہے اور وہ کینہ پروروں کو ان کا کینہ دور کرنے کے لئے بلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پکار اٹھتے ہیں اور اپنا کینہ چھوڑ دیتے ہیں۔

السُّنة لأبي بكر ابن أبي عاصم — نزول الله سبحانه كل ليلة

٥٢٣–ثنا عمرو بن عثمان ، ثنا محمد بن حرب ، عن الأحوص بن حكيم، عن مهاصر[١] بن حبيب ، عن أبي ثعلبة ، عن النبي ﷺ قال : « **إذا كان ليلة النصف من شعبان يطلع الله عز وجل إلى خلقه ، فيغفر للمؤمنين ، ويترك أهل الضغائن ، وأهل الحقد بحقدهم**[٢] » .

٥٢٤–ثنا هشام بن خالد ، ثنا أبو خليد عتبة بن حماد ، عن الأوزاعي ، وابن ثوبان ، عن مكحول ، عن مالك بن يخامر ، عن معاذ بن جبل ، عن النبي ﷺ قال : « **يطلع الله إلى خلقه ليلة النصف من شعبان ، فيغفر لجميع خلقه ، إلا مشرك ، أو مشاحن** » [٣] .

قال البوصيري في الزوائد : إسناده ضعيف لضعف عبد الله بن لهيعة ، وتدليس الوليد بن مسلم . وقال السندي : ابن عرزب لم يلق أبا موسى قاله المنذري كذا بخطه .

(١) جاء في الأصل مهاجر والصواب ما أثبت .

(٢) **حديث صحيح**

قال الشيخ ناصر : رجاله ثقات غير الأحوص بن حكيم فانه ضعيف الحفظ كما في التقريب ، فمثله يستشهد به فيتقوى بالطريق التي بعده وبشواهده المتقدمة وغيرها مما سبقت الإشارة إليه أ. هـ .

رواه اللالكائي ٤٩٣/٣ رقم ٧٦٠ من طريق الربيع بن روح عن محمد بن حرب به .

ورواه الطبراني ٢٢٣/٢٢ رقم ٥٩٠ من طريق الأحوص بن حكيم عن حبيب بن صهيب عن مكحول عن أبي ثعلبة به . ورواه الطبراني ٢٢٤/٢٢ رقم ٥٩٣ من طريق عيسى بن يونس ثنا الأحوص بن حكيم عن حبيب بن صهيب عن أبي ثعلبة به .

(٣) إسناده منقطع بين مكحول ومالك بن يخامر .

- ٣٥٦ -

السُّنَّة

لِلإمَام أبي بَكر أحمَد بن عَمرو ابن أبي عَاصِم

المتوفى ٢٨٧ هـ

حققه وخرج أحاديثه

أ.د. باسم بن فيصل الجوابرة

أستاذ الحديث بكلية أصول الدين بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية الرياض

الجزء الأول

دار الصميعي للنشر والتوزيع

- طبرانی کبیر جلد نمبر 22 صفحہ نمبر 224۔
- کتاب العرش (ابن ابی شیبہ) صفحہ نمبر 94۔
- کتاب النزول (دارقطنی) حدیث نمبر 65+66۔
- السنہ ابن ابی عاصم (تحقیق البانی) حدیث نمبر 511۔
- فضائل الاوقات (بیہقی) صفحہ نمبر 121۔
- السنن الصغیر (بیہقی) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 379۔ کتاب الزکوۃ باب الصوم فی شعبان۔
- شعب الایمان (بیہقی) جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 381۔
- معجم الصحابہ (ابن قانع) جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 160۔
- مجمع الزوائد (ہیثمی) جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 127۔
- جامع الاحادیث (سیوطی) حدیث نمبر 2620۔+ 7266
- جمع الجوامع (سیوطیؒ) حدیث نمبر 2631۔
- کنز العمال جلد نمبر 12 صفحہ نمبر 141۔
- الترغیب والترہیب جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 308،
- غنیۃ الطالبین جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 348۔
- الاتحاف جلد نمبر 10 صفحہ نمبر 282۔
- الزواجر (ابن حجر مکی) جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 60۔
- تفسیر درمنثور جلد نمبر 6 صفحہ نمبر 26۔
- السلسلۃ الصحیحہ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 135۔ (البانی: صحیح) مکتبۃ المعارف بیروت
- صحیح الترغیب والترہیب جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 34۔ (البانی: صحیح لغیرہ)
- ظلال الجنۃ تخریج السنۃ لابن ابی عاصم جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 264۔ (البانی: صحیح)

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت

مسند البزار میں ہے

حَدَّثَنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ الْحَرَّانِيُّ يَعْنِي عَبْدَ الْغَفَّارِ بْنَ دَاوُدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادِ بْنِ أَنْعَمَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَطَّلِعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَيَغْفِرُ لَهُمْ كُلِّهِمْ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ

اس کی سند میں ابْنُ لَهِيعَةَ ضعیف ہے اور عبد الرحمٰن بن زیاد بن اِنعم الِافریقی کے بارے میں ہے کہ یہ مدلس ہے اور یہاں اس کا عنعنہ ہے قال ابن حبان کان یدلس

یہ تو صرف چند روایات ہیں – ضعیف روایات کا اک انبار ہے پندرہ شعبان کی رات کے حوالے سے جن پر دفتر کے دفتر بھرے جا سکتے ہیں – سوال یہ ہے کہ آخر ایک اتنی اہم رات امام بخاری اور امام مسلم سے کیسے پوشیدہ رہ گئی کہ صحیحین میں اس رات کا عندیہ تک نہیں ملتا – بقیہ کتب اربعہ یعنی سنن ابی داود ، سنن نسائی ، جامع الترمذی ، سنن ابن ماجہ میں ہی کیوں یہ روایات جگہ پا سکیں ؟ تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ صحیح کے معیار کی روایات صرف امام بخاری اور امام مسلم نے ہی لکھیں ہیں بقیہ نے سب طرح کی روایات جمع کیں – امتداد ازمنہ کے ساتھ لوگوں نے صحاح ستہ کی اصطلاح ایجاد کر لی اور یہ تصور کر لیا کہ بقیہ چار کتب میں بھی صحیح روایات ہیں

۱۵ شعبان کا روزہ؟

بیہقی شعب الایمان میں اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو صَادِقٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الصَّيْدَلَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ، أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْغِفَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ ح، [ص:353] وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْخَالِقِ الْمُؤَذِّنُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ خَنَبٍ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْغِفَارِيُّ، حَدَّثَنِي الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَرَاكَ تَصُومُ فِي شَهْرٍ مَا لَا أَرَاكَ تَصُومُ فِي شَهْرٍ مثل مَا تَصُومُ فِيهِ، قَالَ: " أَيُّ شَهْرٍ؟ "، قُلْتُ: شَعْبَانُ، قَالَ: " شَعْبَانُ بَيْنَ رَجَبٍ وَشَهْرِ رَمَضَانَ، يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، يَرْفَعُ فِيهِ أَعْمَالَ الْعِبَادِ، فَأُحِبُّ أَنْ لَا يُرْفَعَ عَمَلِي إِلَّا وَأَنَا صَائِمٌ "، لَفْظُ حَدِيثِ عَبْدِ الْخَالِقِ، تَفَرَّدَ بِهِ هَذَا الْغِفَارِيُّ، وَهُوَ أَبُو الْغُصْنِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شعبان کا مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے، لوگ اس کی فضیلت سے غافل ہیں؛ حالانکہ اس

مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالی کی جانب بلند ہوتے ہیں، لہٰذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل بارگاہِ الٰہی میں اس حال میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں

سند میں ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مختلف فیہ ہے- متن منکر ہے- بندوں کے عمل پر علم اللہ کو ہر وقت ہے فرشتوں کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں

. قال يحيٰی بن معين: ضعيف

»وذكره إبو العرب، والعقيلي، وإبو القاسم البلخي، والساجی فی «جملة الضعفاء

و قال ابن حبان: لا يحتج به

مسند ابو یعلی میں حدیث ہے

حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ طَرِيفٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُمْ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَبُّ الشُّهُورِ إِلَيْكَ أَنْ تَصُومَهُ شَعْبَانُ؟ «قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يَكْتُبُ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مَيِّتَةٍ تِلْكَ السَّنَةَ فَأُحِبُّ أَنْ يَأْتِيَنِ أَجَلِي وَأَنَا صَائِمٌ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ! آپ ماہِ شعبان میں اس کثرت سے روزے کیوں رکھتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس مہینے میں ہر اس شخص کا نام ملک الموت کے حوالے کر دیا جاتا ہے جن کی روحیں اس سال میں قبض کی جائیں گی؛ لہٰذا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا نام اس حال میں حوالے کیا جائے کہ میں روزے دار ہوں

مسند ابو یعلی کے محقق حسین سلیم اِسد کی تحقیق ہے کہ إسناده ضعيف

بعض لوگوں کو صحیح مسلم کی اس روایت سے بھی دلیل ملی ہے-اس میں ہے

حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ – وَلَمْ أَفْهَمْ مُطَرِّفًا مِنْ هَدَّابٍ – عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ – أَوْ لِآخَرَ –: «أَصُمْتَ مِنْ سُرَرِ شَعْبَانَ؟» قَالَ: لَا، قَالَ: «فَإِذَا أَفْطَرْتَ، فَصُمْ يَوْمَيْنِ»

ہداب بن خالد، حماد بن سلمہ، ثابت، مطرف، ہداب، عمران بن حصین (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے یا کسی دوسرے سے فرمایا کہ کیا تو نے شعبان کے مہینے میں روزے رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جب توافطار کرے تو (بعد میں) دو دنوں کے روزے رکھنا۔

و حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَوْ قَالَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَسْمَعُ يَا فُلَانُ أَصُمْتَ مِنْ سُرَّةِ هَذَا الشَّهْرِ قَالَ لَا قَالَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ

عبداللہ بن محمد بن اسماء ضبعی، مہدی، ابن میمون، غیلان بن جریر، مطرف، عمران بن حصین (رض) سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان سے یا کسی آدمی سے فرمایا اور وہ سن رہے تھے اے فلاں! کیا تو نے اس مہینے کے درمیان میں سے روزے رکھے ہیں؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تو افطار کرلے تو دو دنوں کے اور روزے رکھنا۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هَذَا الشَّهْرِ شَيْئًا قَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ مِنْ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ مَكَانَهُ

ترجمہ: ابو بکر بن ابی شیبہ، یزید بن ہارون، جریری، ابی العلاء، عمران بن حصین (رض) سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک آدمی سے فرمایا کیا تو نے اس مہینے یعنی شعبان

کے درمیان میں کچھ روزے رکھے ہیں؟ تو اس نے عرض کی نہیں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تو رمضان کے روزے افطار کرلے تو (عیدالفطر کے بعد) اس کی جگہ دو روزے رکھنا۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ابْنِ أَخِي مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ هَلْ صُمْتَ مِنْ سُرَرِ هَذَا الشَّهْرِ شَيْئًا يَعْنِي شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَقَالَ لَهُ إِذَا أَفْطَرْتَ رَمَضَانَ فَصُمْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ شُعْبَةُ الَّذِي شَكَّ فِيهِ قَالَ وَأَظُنُّهُ قَالَ يَوْمَيْنِ

ترجمہ: محمد بن مثنی، محمد بن جعفر، شعبہ، ابن اخی مطرف بن شخیر، عمران بن حصین (رض) سے روایت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک آدمی سے فرمایا کیا تو نے اس مہینے یعنی شعبان کے درمیان میں کچھ روزے رکھے ہیں؟ اس نے عرض کیا نہیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تو رمضان کے روزے افطار کرلے تو ایک دن یا دو دن کے روزے رکھ شعبہ نے اس میں شک کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے آپ نے دو دن فرمایا

راقم کہتا ہے کہ ان روایات میں روزہ کی تلقین کی گئی ہے اور ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نصف شعبان کے روزہ کی اتنی اہمیت نہیں کہ یہ وقت بہت اہم ہو کہ اس کا کوئی بدلہ پورے سال ممکن نہ ہو جس طرح لیلہ القدر ہے، بلکہ شعبان کا روزہ رمضان کے بعد کبھی بھی رکھا جا سکتا ہے

علمائے اہل سنت کے فتاوی

صوفی تو صوفی خود سلف کے نام نہاد متبع بھی ان بدعات میں مشغول رہے

مجموع الفتاوی میں ابن تیمیہ کا فتوی ہے

وَسُئِلَ

عَنْ صَلَاةِ نِصْفِ شَعْبَانَ؟

فَأَجَابَ

إذَا صَلَّى الْإِنْسَانُ لَيْلَةَ النِّصْفِ وَحْدَهُ أَوْ فِي جَمَاعَةٍ خَاصَّةٍ كَمَا كَانَ يَفْعَلُ طَوَائِفُ مِنْ السَّلَفِ فَهُوَ أَحْسَنُ وَأَمَّا الِاجْتِمَاعُ فِي الْمَسَاجِدِ عَلَى صَلَاةٍ مُقَدَّرَةٍ كَالِاجْتِمَاعِ عَلَى مِائَةِ رَكْعَةٍ بِقِرَاءَةِ أَلْفٍ {قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ} دَائِمًا فَهَذَا بِدْعَةٌ لَمْ يَسْتَحِبَّهَا أَحَدٌ مِنْ الْأَئِمَّةِ وَاَللَّهُ أَعْلَمُ

اور سوال ہوا نصف شعبان کی نماز پر؟ پس جواب دیا

اگر ایک انسان اکیلے نصف شعبان میں نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ خاص جیسا کہ سلف کرتے تھے تو یہ احسن ہے اور جہاں تک مساجد میں اجتماع کا تعلق ہے کہ سو رکعات والی نماز پڑھتے ہیں جس میں ہزار دفعہ قُلۡ ہُوَاللّٰہُ اَحَدٌ پڑھتے ہیں تو یہ بدعت ہے جس کی ائمہ نے تحسین نہیں کی

کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں

ومن هذا الباب ليلة النصف من شعبان فقد روى في فضلها من الأحاديث المرفوعة والآثار ما يقتضي أنها ليلة مفضلة (6) وأن من السلف من ان يخصها بالصلاة فيها وصوم شهر شعبان قد جاءت فيه أحاديث صحيحة ومن العلماء من السلف (1) من أهل المدينة وغيرهم من الخلف من أنكر فضلها وطعن في الأحاديث الواردة فيها كحديث «إن الله يغفر فيها لأكثر من عدد شعر غنم كلب» (2) " وقال لا فرق بينها وبين غيرها

لكن الذي عليه كثير من أهل (3) العلم أو أكثرهم من أصحابنا وغيرهم -على تفضيلها وعليه يدل (4) نص (5) أحمد لتعدد (6) الأحاديث الواردة فيها وما يصدق ذلك من الآثار السلفية وقد روي بعض فضائلها في المسانيد والسنن (7) وإن كان قد وضع فيها أشياء أخر

اور اس نصف شعبان کے باب میں تو اس کی فضیلت پر بہت سے مرفوع آثار ہیں جن سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اس رات کی فضیلت ہے اور سلف میں سے کچھ تھے جنہوں نے نماز کے لئے اس رات کو

مخصوص کیا ہوا تھا اور اس میں روزہ رکھتے اور اس پر صحیح احادیث ہیں اور سلف میں سے علماء میں سے مدینہ کے اور دوسرے تھے جنھوں نے اس رات کا انکار کیا اور ان احادیث پر طعن کیا جو اس سلسلے میں آئیں ہیں جیسے حدیث کہ اللہ بنو کلب کی بھیڑوں کے بال.برابر معاف کرتا ہے اور کہا کہ اس رات میں کسی دوسری رات کے مقابلے پر کوئی فرق نہیں ہے لیکن اہل علم کی اکثریت نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں اور دیگر نے اس کی فضیلت مانی ہے اور اس پر دلیل دی کہ امام احمد کی کہ تعداد احادیث سے اور تصدیق ہوئی آثار سلف سے اور ان کو روایت کیا سنن و مسانید میں

آٹھویں صدی کے سلفی امام ابن تیمیہ بھی خود اس بدعت کا شکار تھے اور اس میں نماز پڑھنے والوں کو کہتے تھے کہ اچھا عمل کیا

اللہ سب کو صحیح عمل کی توفیق دے

مفتی تقی عثمانی کتاب شب.برات کی حقیقت میں لکھتے ہیں

اس رات کی فضیلت بے بنیاد نہیں

لیکن واقعہ یہ ہے کہ شب برات کے بارے میں یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ اس کی کوئی فضیلت حدیث سے ثابت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے احادیث مروی ہیں، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات کی فضیلت بیان فرمائی، ان میں سے بعض احادیث سند کے اعتبار سے بیشک کچھ کمزور ہیں، اور ان احادیث کے کمزور ہونے کی وجہ سے بعض علماء نے یہ کہہ دیا کہ اس رات کی فضیلت بے اصل ہے، لیکن حضرات محدثین اور فقہاء کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر ایک روایت سند کے اعتبار سے کمزور ہو، لیکن اس کی تائید بہت سی احادیث سے ہو جائے تو اس کی کمزوری دور ہو جاتی ہے، اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ دس صحابہ کرام سے اس کی فضیلت میں روایات موجود ہیں۔ لہٰذا جس رات کی فضیلت میں دس صحابہ کرام سے روایات مروی ہوں۔ اس کو بے بنیاد اور بے اصل کہنا بالکل غلط ہے۔

ماہنامہ دار العلوم جون ۲۰۱۵ میں ایک مضمون میں اس کا ذکر ہے

ان احادیث شریفہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شبِ برأت ایک بابرکت اور عظمت والی رات ہے، اگر چہ شبِ برأت کے متعلق ذخیرۂ احادیث میں جتنی حدیثیں آئی ہیں، وہ سب کمزور ہیں، ان کی سند محدثین کے اصول کے مطابق صحیح نہیں؛ مگر چوں کہ یہ متعدد حدیثیں ہیں اور مختلف صحابۂ کرامؓ (مثلاً: ابوبکر صدیق، علی بن ابی طالب، معاذ بن جبل، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن عمرو بن العاص، ابوثعلبہ خشنی، عثمان بن ابی العاص اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم) سے

مختلف سندوں سے روایت کی گئی ہیں؛ اس لیے یہ روایات کم از کم ''حسن لغیرہ'' کے درجے میں ہیں؛ اسی لیے بعض اکابر محدثین نے کہا ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی بنیاد ہے؛ چناں چہ مشہور غیرمقلد عالم ''علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ'' فرماتے ہیں: "اِعْلَمْ اَنه قد وَرَدَ فی فضیلةِ لیلةِ النِّصفِ من شعبان عدةُ احادیث مجموعُها یَدُلُّ علی اَنَّ لَهَا اَصْلاً" پھر چند احادیث شریفہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "فهٰذه الأحادیث بِمَجْمُوعِهَا حُجَّةٌ علی من زَعَمَ اَنَّهٗ لم یَثْبُتْ فی فضیلة لیلةِ النِّصفِ من شعبانَ شیٴٌ" یعنی یہ تمام حدیثیں مجموعی اعتبار سے اس شخص کے خلاف حجت ہیں جس نے گمان کیا کہ پندرہویں شعبان کی رات کی فضیلت کے سلسلے میں کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۳/۳۶۵، باب ما جاء فی لیلۃ النصف من شعبان) اسی وجہ سے اکثر بلادِ اسلامیہ کے دین دار حلقوں میں ہر زمانے میں اس رات کے اندر عبادت، دعا اور استغفار نیز اس کی فضیلت سے فائدہ اٹھانے کا خصوصی اہتمام کیا جاتا رہا ہے، اس خاص موقع

کتب اہل تشیع میں اس رات کا تذکرہ

کتب شیعہ میں نصف شعبان کی رات کا تذکرہ إن کتب میں ملا ہے

وسائل الشیعة (آل البیت) ـ الحر العاملی ـ ج 3 ـ ص 335

باب استحباب غسل ليلة النصف من شعبان (3804) 1 – محمد بن الحسن عن جماعة عن أبي محمد هارون بن موسى عن الحسين بن محمد الفرزدق القطعي عن الحسين بن أحمد المالكي عن أحمد بن هلال عن محمد بن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن أبي بصير عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال صوموا شعبان واغتسلوا ليلة النصف منه ذلك تخفيف من ربكم ورحمة)

نصف شعبان کی رات غسل کا مستحب ہونا

إبی بصیر إبی عبد اللہ (علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ شعبان میں روزہ رکھو اور نصف شعبان کی رات غسل کرو یہ تمہارے رب کی جانب سے کمی اور رحمت ہے

حماد بن عثمان الکوفی المتوفی ۱۰۹ھ سے سننے والا محمد بن إبي عمیر ہے- شیعہ کتب میں اس کو محمد بن إبي عمر (إبي عمرة) (إبي عمیر) کہا گیا ہے-رجال طوسی کے مطابق محمد بن ابی عمر ثقہ ہے لیکن محمد بن إبي عمیر پر کوئی معلومات نہیں ہیں

وسائل الشیعۃ (آل البیت) –الحر العاملی –ج 7 –ص ۴۷۸ باب استحباب احیاء لیلتی العیدین والاجتماع یوم عرفۃ بالأمصار للدعاء (9903) 1–

محمد بن علي بن الحسين في (ثواب الأعمال) عن محمد بن إبراهيم عن محمد بن عبد الله البغدادي عن يحيى بن عثمان المصري عن ابن بكير عن المفضل بن فضالة عن عيسى بن إبراهيم عن سلمة بن سليمان عن هارون بن سالم عن ابن كردوس عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله من أحيا ليلة العيد وليلة النصف من شعبان لم يمت قلبه يوم يموت القلوب

ابن کردوس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ نے فرمایا جس نے عید کی رات اور نصف شعبان کی رات کو زندہ کیا وہ نہیں مرے گا قبل اس دن کے جس میں دل مر جائیں گے

اس کی سند میں ہارون بن سالم مجھول ہے معجم رجال الحدیث از الخوئی میں اس کا ذکر تک نہیں

وسائل الشیعۃ (آل البیت) –الحر العاملی –ج 8 –ص 59–60

باب تأكد استحباب صلاة جعفر ليلة نصف شعبان والاكثار فيها من العبادة خصوصا الذكر والدعاء والاستغفار (10089) 1 – محمد بن علي بن الحسين في (عيون الأخبار) عن محمد بن بكران النقاش ومحمد بن إبراهيم بن إسحاق جميعا عن أحمد بن محمد الهمداني عن علي بن الحسن بن علي بن فضال عن أبيه قال سألت علي بن موسى الرضا (عليه السلام) عن ليلة النصف من شعبان ؟ فيه الرقاب من النار ويغفر فيها الذنوب الكبار قلت فهل فيها صلاة زيادة على سائر الليالي ؟ فقال ليس فيها شئ موظف ولكن إن أحببت أن تتطوع فيها بشئ فعليك بصلاة جعفر بن أبي طالب وأكثر فيها من ذكر الله والاستغفار والدعاء فان أبي (عليه السلام) كان يقول الدعاء فيها مستجاب قلت إن الناس يقولون إنها ليلة الصكاك قال تلك ليلة القدر في شهر رمضان

نماز جعفر نصف شعبان کی رات میں تاکید اور اس میں ذکر دعا اور استغفار کا بیان

الحسن بن علی بن فضال نے امام علی بن موسی الرضا (علیہ السلام) سے نصف شعبان کی رات سے متعلق سوال کیا؟ اس میں گردن آگ سے آزاد ہوتی ہیں اور بڑے گناہ بخشے جاتے ہیں- میں نے پوچھا کیا اس میں عام راتوں سے زیادہ نماز ہے؟ پس کہا اس میں زور نہیں لیکن اگر چاہو تو نماز جعفر پڑھ لو اور بہت ذکر دعا اور استغفار کرو کیونکہ امام جعفر کہتے تھے اس میں دعائیں قبول ہوئی ہیں اور لوگ کہتے ہیں یہ لیلۃ الصکاک ہے جبکہ وہ تو رمضان میں ہے

سند میں علی بن الحسن بن علی بن فضال ہے- کتاب معجم رجال الحدیث از الخوئی کے مطابق

قال النجاشي علي بن الحسن بن علي بن فضال بن عمر بن أيمن مولى عكرمة بن ربعي الفياض أبو الحسن كان فقيه أصحابنا بالكوفة ووجههم وثقتهم وعارفهم بالحديث والمسموع قوله فيه سمع منه شيئا كثيرا ولم يعثر له على زلة فيه ولا ما يشينه وقل ما روى عن ضعيف وكان فطحيا ولم يرو عن أبيه شيئا وقال كنت أقابله وسني ثمان عشر سنة بكتبه ولا أفهم إذ ذاك الروايات ولا أستحل أن أرويها عنه وروى عن أخويه عن أبيهما

یہ کوفہ کے فقیہ ہیں اور ان کے ثقات میں سے ہیں اور حدیث کے جاننے والے ہیں... انہوں نے اپنے باپ سے روایت نہیں کیا اور یہ مناسب نہیں کہ انہوں نے ان سے روایت کیا ہو اور یہ اپنے بھائیوں سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ سے

معلوم ہوا سند منقطع ہے

وسائل الشیعۃ (آل البیت) –الحر العاملی –ج 8 –ص 110

وعن سعد بن سعد عن الرضا (عليه السلام) قال كان علي (عليه السلام) لا ينام ثلاث ليال ليل ثلاث وعشرين من شهر رمضان وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان وفيها تقسم الأرزاق والآجال وما يكون في السنة

امام رضا کہتے ہیں کہ علی تین راتوں کو نہیں سوتے تھے ۲۳ رمضان کی رات ، عید الفطر کی رات نصف شعبان کی رات

قال النجاشی سعد بن سعد بن الأحوص بن سعد بن مالک الأشعری القمی ثقة روی عن الرضا وابی جعفر علیہما السلام

سعد بن سعد بن الأحوص بن سعد بن مالک الأشعری القمی امام ابی جعفر الباقر المتوفی ۵۷ھ اور امام رضا المتوفی ۲۰۳ھ دونوں سے روایت کرتے ہیں- حقیقت میں اس کی سند منقطع ہے

وسائل الشيعة (آل البيت) –الحر العاملي –ج 8 –ص 109

ورواه الصدوق في كتاب (فضائل شعبان) عن عبدوس بن علي الجرجاني عن جعفر بن محمد بن مرزوق عن عبد الله بن سعيد الطائي عن عباد بن صهيب عن هشام بن جبار عن الحسن بن علي بن أبي طالب (1) (عليه السلام) قال قالت عايشة – في آخر حديث طويل في ليلة النصف من شعبان إن رسول الله (صلى الله عليه وآله) قال في هذه الليلة هبط على حبيبي جبرئيل

الصدوق نے کتاب فضائل شعبان میں روایت کیا ہے کہ الحسن بن علی بن اِبی طالب (علیہ السلام) نے عایشة سے روایت کیا جس میں طویل حدیث میں نصف شعبان کا ذکر ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ نے کہا اس رات میں جبریل آئے اور ایک مخصوص نماز کا حکم دیا

اس کی سند میں ہشام بن جبار کا کسی شیعہ کتب رجال میں ذکر نہیں

امام اپنے عالم الغیب ہونے کے باوجود کہیں بھی یہ نہیں کہہ رہے کہ یہ امام المہدی کا یوم پیدائش ہے بلکہ عباسیوں کی طرح اس کی فضیلت بتا رہے ہیں –سند ایک بھی روایت صحیح نہیں

شیعہ امام المہدی کی پیدائش اور شعبان

اہل سنت کے بعض مورخین و متکلمین کے نزدیک امام مہدی کے والد بے اولاد رہے

الذھبی کہتے ہیں مورخ مُحَمَّدُ بنُ جَرِيْرٍ الطَّبَرِيُّ اور امام ابن حزم اور يَحْيَى بنُ صَاعِدٍ کے مطابق امام الحسن کی کوئی اولاد نہیں ہوئی- ابن حجر الہیتمی کا کہنا ہے کہ امام عسکری کی کوئی اولاد نہ ہوئی قال: ولم يخلّف-انہوں نے کوئی پیچھے نہ چھوڑا- یعنی بے اولاد رہے-الذھبی سیر اِعلام النبلاء میں ترجمہ المُنْتَظَرُ أَبُو القَاسِمِ مُحَمَّدُ بنُ الحَسَنِ العَسْكَرِيُّ میں لکھتے ہیں

وَكَانَ مَوْتُ الحَسَنِ سَنَةَ سِتِّيْنَ ومائَتَيْنِ

امام الحسن بن علی کی موت سن ۲۶۰ ھ میں ہوئی

یہ بھی مشہور ہے کہ امام المہدی والد کی وفات کے بعد پیدا ہوئے یعنی پیدا ہوتے ہوتے سن ۲۶۰ھ سے بھی اوپر جا چکا تھا-

بعض شیعہ کہتے ہیں کہ پیدائش کے سال پر بھی اختلاف ہے۔ شرح إصول الکافی – مولی محمد صالح المازندرانی – ج 6 – ص 227 کی روایت ہے

الحسين بن محمد الأشعري عن معلى بن محمد عن أحمد بن محمد بن عبد الله قال خرج عن أبي محمد (عليه السلام) حين قتل الزبيري لعنه الله هذا جزاء من اجترأ على الله في أوليائه يزعم أنه يقتلني وليس لي عقب فكيف رأى قدرة الله فيه وولد له ولد سماه « م ح م د » في سنة ست وخمسين ومائتين

احمد بن محمد بن عبداللہ کہتے ہیں امام ابی محمد نکلے جب الزبیری کا قتل ہوا...... اور کہا کہ کیسے اللہ کی قدرت دیکھتے ہیں کہ ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ہو گا م ح م د جو سن ۲۵٦ ھ میں ہو گا

کتاب إعیان الشیعۃ – السید محسن الأمین – ج 2 – ص 44 کے مطابق

ولد المهدي ع ليلة النصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين بسر من رأى في أيام المعتمد

المہدی کی پیدائش نصف شعبان میں سن ۲۵۵ ھ میں سر من رای میں عباسی خلیفہ المعتمد کے دور میں ہوئی

کتاب وفیات الأعیان وإنباء إبناء الزمان از ابن خلکان کے مطابق

وذكر ابن الأزرق في تاريخ ميافارقين أن الحجة المذكور ولد تاسع شهر ربيع الأول سنة ثمان وخمسين ومائتين وقيل في ثامن شعبان سنة ست وخمسين وهو الأصح

ابن الازرق نے کتاب تاریخ میافارقین میں ذکر کیا ہے امام الحجہ یعنی المہدی سن ۲۵۸ھ میں 9 ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور کہا جاتا ہے 8 شعبان کو سن ۲۵۶ھ میں جو اصح ہے

کتاب الإمام الثانی عشر از سید محمد سعید الموسوی میں ہے

ومولده (ع) ليلة النصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين

امام غائب کی ولادت نصف شعبان کی رات میں ہوئی

اور اسی کتاب میں ہے

فی الثالث والعشرین من شهر رمضان سنة ثمان وخمسین ومائتین

امام غائب کی ۲۳ رمضان میں ۲۵۸ میں پیدائش ہوئی

شیعوں میں حکیمۃ بنت الامام الجواد کی سند سے ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ امام غائب کی پیدائش نصف شعبان میں ہوئی لیکن اس قصہ کی سند ثابت نہیں ہے

الامام المہدی المنتظر از السید عدنان البکاء میں ہے

وطائفة يقولون: ان المهدي الموعود ولد يوم الجمعة منتصف شعبان سنة 255 ه

ایک گروہ کا قول ہے کہ مہدی کی ولادت سن ۲۵۵ھ جمعہ کے دن نصف شعبان کی آدھی رات میں ہوئی

کتاب المہدی علیہ السلام تألیف اِبو طالب التجلیل التبریزی کے مطابق شیعہ عالم عثمان نے لکھا ہے

وقال الشيخ عثمان العثماني في تاريخ الاسلام والرجال : ص 370 مخطوط

ولد في سرّ من رأى في الثالث والعشرين من رمضان سنة ثمان وخمسين ومائتين

امام مہدی سر من رای میں رمضان میں ۲۳ تاریخ کو سن ۲۵۸ میں پیدا ہوئے

اتفاق در مہدی موعود علیہ السلام اثر: سیّد علی اکبر قرشی کے مطابق

دیار بکری، حسین بن محمد بن حسن مالکی (متوفای 982) نے لکھا ہے

وُلِدَ فِی سُرَّ مَنْ رَأَی فِی الثّالِثِ وَالْعِشْرِینَ مِنْ رَمَضانَ سَنَة ثَمانِینَ وَ خَمْسِینَ وَ مأَتَیْنِ

مہدی کی پیدائش ۲۳ رمضان میں ہوئی

النجم الثاقب فی اِحوال الاِمام الحجّة الغائب (عج) (الجزء الأول) تألیف حسین الطبرسی کے مطابق

وبرواية (الشواهد النبويّة) بتاريخ الثالث والعشرين من شهر رمضان سنة ثمان وخمسين ومائتين

مہدی کی پیدائش ۲۳ رمضان میں ہوئی

قارئیں آپ دیکھ سکتے ہیں امام المہدی کا سن پیدائش واضح نہیں اسی طرح مہینہ پر بھی اختلاف ہے

شب برات یا نوروز

مجوسیوں نے عربوں سے پہلے اپنا کلینڈر بنایا جس کو اوستا کلینڈر یا تقویم پارسیان بھی کہا جاتا ہے۔
اس میں سال کا آغاز ورنل اقونوقص (الاعتدال الربیع) سے شروع ہوتا ہے اور اس کو نوروز کہا جاتا
ہے اور موسم بہار کا آغاز ہوتا ہے۔السفاح ۲۵ جنوری ۷۵۰ع میں خلیفہ ہوا۔ عباسی خلافت کا پہلا
نوروز سن ۷۵۱ع میں ۱۷ مارچ میں آتا ہے

Vernal Equinox

http //www timeanddate com/calendar/seasons html?year=750&n=751

Year	March Equinox		June Solstice		September Equinox		December Solstice	
750	17 Mar	07:58 LMT	18 Jun	22:21 LMT	19 Sep	22:03 LMT	17 Dec	23:02 LMT
751	17 Mar	13:53 LMT	19 Jun	04:08 LMT	20 Sep	03:53 LMT	18 Dec	05:01 LMT
752	16 Mar	19:48 LMT	18 Jun	09:55 LMT	19 Sep	09:42 LMT	17 Dec	10:45 LMT

اسلامی کلینڈر میں یہ دن شعبان ۱۴ سن ۱۳۳ ہجری ہے لہٰذا اسی روز الاعتدال الربیع ہوتا
ہے

http //www islamicfinder org/dateConversion php?mode=ger-hij&day=17&month=3&year=751&date_result=1

قرین قیاس ہے کہ عباسی خلیفہ السفاح کے مجوسی ہمدردوں کو خوش کرنے کے لئے نوروز کی تقریبات رات بھر کی گئیں۔ رات میں مسلمانوں کو عبادت میں مشغول کر دیا گیا اور آتش پرست رات بھر جشن مناتے رہے۔روایات کے متکلم فیہ راوی حجاج بن ارطاہ اور عبد اللہ ابن لھیعہ بھی اس دور میں رہے ہیں اور السفاح اور المنصور کے مدح سرا تھے

ورنل اقونو قص (الاعتدال الربیعی) کی تقریبات میں شرکت اس قدر اہم تھی کہ قدیم فارسی بادشاہ کمبوجیہ دوم کو نوروز کی تقریب میں شرکت کے بعد ہی بادشاہ تسلیم کیا گیا

http //en wikipedia org/wiki/Nowruz

اس تاریخ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب یہ واضح ہوتا ہے کہ عباسی خلافت کا یہ پہلا نوروز ہے

خالد بن برمك بن جاماس عباسی خلیفہ السفاح کے خاص وزیر تھے یہ مجوسی تھے لیکن فصیح اللسان تھے حتیٰ کہ السفاح ان کو شروع میں عرب سمجھتے رہے۔انہی سے البرامكة خاندان چلا ہے جو عباسی بیوروکریسی میں بہت اثر رکھتا تھا لہذا ان کو أبي البرامكة کہا جاتا ہے۔یہ خاندان بلخ کے آتش کدہ النوبھار البوذی کا پروہت تھا اور اہل مجوس پر اس کا بہت اثر تھا- یہ خاندان مسلمان ہوا اور ہارون رشید کے دور میں بھی اثر رکھتا تھا-کتاب الموسوعۃالموجزۃ فی التاریخ الإسلامی کے مطابق خالد بن برمک کو السفاح نے سن ۱۳۲ھ ہجری میں دیوان الخراج و دیوان الجند کا قلمدان دیا

اس خاندان کے اثر و رسوخ کو دیکھتے ہوئے پہلے نوروز پر عباسی خلافت میں جشن منایا جانا قرین قیاس ہے حکومت کے قاضیوں اور اماموں کی ڈیوٹی میں یہ شامل کر دیا گیا کہ نصف شعبان کی رات کی اہمیت بتائیں اور اقوال کو اصحاب رسول کی سند سے بیان کریں

صحابی یا صحابیات	متکلم فیہ راوی	عباسی خلافت میں عہدہ
مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ	عتبة بن حماد أبو خليد القارئ الحكمي	إمام المسجد الجامع دمشق
عَائِشَةَ	الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ	قاضى البصرة
عبد الله بن عمرو	ابن لهيعة	قاضي مصر
أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ	ابن لهيعة	قاضي مصر
على	أبو بكر بْنِ عَبد اللهِ بْنِ مُحَمد بن أبي سبرة	قاضى بغداد
عوف بن مالك	ابن لهيعة	قاضي مصر

متروک اور جھوٹ بولنے والے راویوں کو چھوڑ کر اسی طرح مرسلات یا منقطع روایات کو چھوڑ کر اگر روایات کو دیکھیں تو وہ صرف پانچ صحابہ یا صحابیات سے مروی ہیں جو ایسے راویوں نے بیان کی ہیں جو عباسی خلفاء کے منظور نظر حضرات تھے اور یہ تمام اس قدر مظبوط راوی نہیں کہ امت میں

اس رات کی فضیلت کو پھیلایا جائے -اس تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ یہ راوی ضعیف کے درجہ کے نہیں ہیں بلکہ ان کا درجہ وضاع کا ہے-السفاح کو جھوٹی روایات سے شاید کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ عِنْدَ انْقِطَاعٍ مِنَ الزَّمَانِ وَظُهُورٍ مِنَ الْفِتَنِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ السَّفَّاحُ فَيَكُونُ إِعْطَاؤُهُ الْمَالَ حَثْيًا

عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ المتوفی ۱۰۲ ھ ابی سعید الخدری سے روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانے کے اختتام پر فتنوں کے ظہور میں ایک شخص جس کو السفاح کہا جائے گا مال بھر بھر دے گا

عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ قاضی بغداد اور المھدی کی فوج کے بھی قاضی تھے لیکن حدیث میں سخت مجروح ہیں ایسے درباریوں کو عباسی خلفاء خاص پسند کرتے تھے لہذا ان کو عہدے بھی دیے

بہر الحال اس بدعت کو بڑھوتی ملتی گئی کیونکہ امت میں زہد اور عبادت میں ضعیف روایات کو قبول کیا گیا جو ایک غلط عمل تھا اور بیہقی جیسے صوفی منش لوگ بھی اس کے لئے رطب و یابس اکھٹا کرتے رہے- لوگ جو شب.برات سے متعلق احادیث کو رد کرتے ہیں ان کے نزدیک ان راویوں کے ضعف کی وجہ سے اس فضیلت والی رات میں عبادت نہیں کی جائے گی، پھر یہ لوگ ایک ایک کر کے تمام روایات کو ضعیف قرار دے دیتے ہیں- دوسری طرف انہی روایات کو لے جمہور اہل سنت ان روایات کو فضائل کے باب میں حسن قرار دے کر ان پر عمل پیرا ہیں

جشن کی رات

یہود میں نوروز کو پورم کہا جاتا ہے۔تلمود میں ہے

the memory of Purim will never cease from among their descendants

Megillat Esther 9:28

پورم کی یاد بنی اسرائیلی نسلوں میں کبھی ختم نہ ہو گی

فارسی تسلط میں بنی اسرائیل نے نوروز کو اپنا لیا اور اس کے حوالے سے ایک فرضی داستان بھی بائبل میں شامل کر دی جس کا نام کتاب استھار ہے۔ اس میں ایک ظالم بادشاہ ہامان سے بنی اسرائیل کو نجات ملتی ہے۔

Esth. 9:26 Therefore they called these days Purim, after the term [n]Pur. Therefore, because of all that was written in [q]this letter, and of what they had faced in this matter, and of what had happened to them,

Esth. 9:28 that these days should be remembered and kept throughout every generation, in every clan, province, and city, and that these days of Purim should never fall into disuse among the Jews, nor should the commemoration of these days cease among their descendants.

Esth. 9:29 ¶ Then Queen Esther, [t]the daughter of Abihail, and Mordecai the Jew gave full written authority, confirming [u]this second letter about Purim.

Esth. 9:31 that these days of Purim should be observed at their appointed seasons, as Mordecai the Jew and Queen Esther obligated them, and as they had obligated themselves and their offspring, with regard to [w]their fasts and their lamenting.

اس طرح یہ یوم نجات بتایا گیا- بنو عباس کو یہ دن پسند آیا کہ ظالم بنوامیہ سے نجات ملی اس طرح اپنے ہمدرد خراسانی یہود و مجوس کو خوش کیا گیا

پورم یا نوروز کی تقریبات شام ڈھلنے سے شروع ہوتی ہے جس طرح شب.برات شعبان میں شروع کی جاتی ہے- پورم کا دن سن ۷۵۰ ع میں یہودی کلینڈر کا ماہ آدار بنتا ہے

Adar

علم اعداد کی مدد سے یہود کہتے ہیں کہ کتاب استھار میں خروج مسیح (خروج دجال) کی تاریخ

14 Adar

ہے[3]- یہودی ہر سال ۱۴ آدار کو پورم مناتے ہیں- سن ۷۵۰ میں یہودی ماہ آدار ، اسلامی ماہ شعبان ایک ہوگئے تھے اور ۱۵ شعبان کی رات بھی مجوسی نوروز و پورم سے مل گئی تھی - اس بنا

3

امام جعفر سے منسوب ہے

يوم النوروز وهو اليوم الذي يظهر فيه قائمنا أهل البيت وولاة الأمر

نو روز کا دن یہ ہمارے اہل بیت کے کھڑے ہونے کا دن ہے اور ان کی ولایت امر کا دن ہے

متقدمین شیعوں نے مشہور کیا کہ عید غدیر کا دن اصل میں نو روز کا دن تھا – متاخرین نے اس کا انکار کیا ہے - معجم احادیث الامام المهدي کے مطابق

رواه بإسناده إلى المعلى بن خنيس عن الصادق عليه السلام : إن يوم النوروز ، هو اليوم الذي أخذ فيه النبي صلى الله عليه وآله لامير المؤمنين عليه السلام العهد بغدير خم

غدیر خم کا دن وہ دن تھا جس دن نو روز تھا اور نبی علیہ السلام نے علی کا عہد لیا

اسی کتاب میں اگے اس کا رد کیا گیا ہے

يمكن معرفة انطباق يوم النوروز على يوم الغدير بالحساب وقد ورد أن يوم الغدير كان يوم

جمعة وهو الثامن عشر من ذي الحجة سنة عشر للهجرة . وأما يوم ظهور المهدي عليه السلام فقد تواتر عن أهل البيت عليهم السلام أنه يكون يوم عاشوراء ، وفي عدد من الروايات يوم السبت ، وفيهم من عدد منها أنه يكون في الصيف أو الخريف فيشكل مصادفته يوم النوروز

ممکن ہے کہ نو روز کو یوم غدیر پر حساب (فلکی) سے منطبق کیا گیا ہو – اور یہ آیا ہے کہ یوم غدیر جمعہ ۱۸ ذو الحجہ میں سن ۱۰ ہجری میں تھا - اور جہاں تک ظہور امام مہدی کا تعلق ہے تو اہل بیت کی متواتر روایات میں ہے کہ وہ یوم عاشوراء میں ہو گا اور

پر بنو عباس نواز راویوں کے لئے ممکن ہوا کہ اس دن کو لیلة نصف شعبان کہہ کر اس پر روایات بنا سکیں اور خراسانی مجوسی و یہودی ہمدردوں اور حکومتی کابینہ میں شامل خاندان برامکہ کو خوش کریں

خیال رہے کہ شب برات کی یہ خوشی السفاح کے دور خلافت کے آغاز میں منائی گئی اور ایک طرح یہ جشن فتح کی رات تھی - امیر المومنین السفاح کے بعد خلیفہ امیر المومنین ابو جعفر نے خراسانی قبائل کو مرتد و مجوسی قرار دے کر سن ۷۵۵ ع ۱۳۷ھ میں قتل کیا جن میں سب سے مشہور والی خراسان ابو مسلم خراسانی (نام بہزادان پور ونداد ہرمزد) ہے، لیکن اس رات کی روایات باقی رہ گئیں

کچھ میں یوم السبت (ہفتہ) کو ہو گا اور کچھ میں ہے گرمی یا خزاں میں ہو گا اور یہ مشکل کرتا ہے کہ یہ یوم نو روز ہو